حفظ الایمان
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ
دار الکتاب دیوبند

حفظ الایمان میں گفتگو عالم الغیب پر ہے
نہ کہ علم عیب پر،سوال کیا ہے؟پڑھیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال :- کیا فرماتے ہیں حامیان دین وناصران شرع متین اس بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ سجدہ کی دو قسم ہیں۔ تعبدی اور تعظیمی، تعبدی اللہ تعالے کے ساتھ مختص ہے اور تعظیمی کسی کے ساتھ مختص نہیں۔ لہذا تعظیماً سجدہ قبور جائز ہے۔ اور کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے دلیل جواز حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا منقولہ ہے۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ نمبر ۱ سطر ۱۲ بیان ذکر کشف قبور فرماتے ہیں وبعدہ ہفت کرۃ طواف کند ودراں تکبیر بخواند آغاز از راست کند بعدہ طرف پایاں رخسارہ نہد انتہی اس سے طواف اور سجدہ اور بوسہ قبور سب کچھ جائز ہو گیا اور کہتا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں۔ بالذات، اس معنی کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا اور بواسطہ، اس معنی کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے زید کا یہ استدلال اور عقیدہ وعمل کیسا ہے؟ بینوا توجروا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب :- سوال اوّل ظاہراً سجدہ تعظیمی سے مراد سجدہ تحیہ ہے اس

JO RAZAKHANI MAULANA PER YE ILZAM LAGATE HAI KI MAULANA NE ILM E GAIB KI 2 TAQSEEM KI HAI WO ZARA ISS SAWAL ME BHI DEKHLE KI TAQSEEM MAUKANA NE KI HAI YA SAWAL KARNE WALE NE.

سوال،حضرت تھانوی پر کفر لزومی ہے یا کفر التزامی؟

جسٹس کرم شاہ صاحب الازھری کے اعتزالی نظریات کا

تحقیقی وتنقیدی جائزہ

اور

اہم فتاوی

تالیف وترتیب

مولانا محمد ہارون رشید

0333-4690408,0346-6029257

ناشر: انجمن فکر رضا لاہور

الضابطۃ التاسعہ:

لزوم کفر اور التزام کفر کی شرعی تصویر

کلمات کفریہ دو قسموں میں منحصر ہیں:

(1) القسم الاول: لزوم کفر۔

(2) القسم الثانی: التزام کفر

القسم الاول: لزوم کفر ایسے کلمہ کفریہ کو کہتے ہیں جس میں کسی معنی صحیح کا بھی احتمال ہو۔ بالفاظ دیگر لزوم کفر کا معنی یہ ہے کلمہ تو کفریہ ہے مگر اس کلمہ میں معنی صحیح کا بھی احتمال ہو۔ یعنی کلمہ کے کئی مطالب اور معانی بن سکتے ہیں مگر تمام کے تمام کفر تک پہنچانے والے ہیں مگر اس کلمہ میں ایک معنی صحیح کا بھی احتمال ہے۔

القسم الثانی: التزام کفر ایسے کلمہ کفریہ کا نام ہے جس میں کوئی ایسے معنی نہیں بنتے جو قائل کو کفر سے بچائے۔ بالفاظ دیگر ایسے کلمہ کفریہ کو کہتے ہیں اس کے قائل کو یقینا کافر کہا جاتا ہے اس میں کسی ایسے معنی کی گنجائش نہیں ہوتی کہ اس کے قائل کو اس معنی کی وجہ سے کفر سے بچایا جا سکے۔

اختلاف فقہاء اور متکلمین کی تشریحی نوعیت:

لزوم کفر کی صورت میں فقہاء اور متکلمین کا اختلاف ہے۔ فقہاء کا موقف تو یہ ہے کہ لزوم کفر کی صورت میں حکم تکفیر دیا جائے گا۔ متکلمین کا نظریہ یہ ہے کہ لزوم کفر کی صورت میں سکوت کیا جائے۔ متکلمین فرماتے ہیں جب تک کی صورت نہ ہو قائل کو کافر کہنے سے سکوت اختیار کیا جائے۔

نتیجہ العبارت: اختلاف کی تشریحی نوعیت کے بعد ہم نتیجہ پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ فقہاء اور متکلمین کے مذہب میں سے احوط مذہب اور جس میں زیادہ احتیاط کی گئی ہے وہ

213

عقیدے کی تشریح کا حق کس کو ہے؟
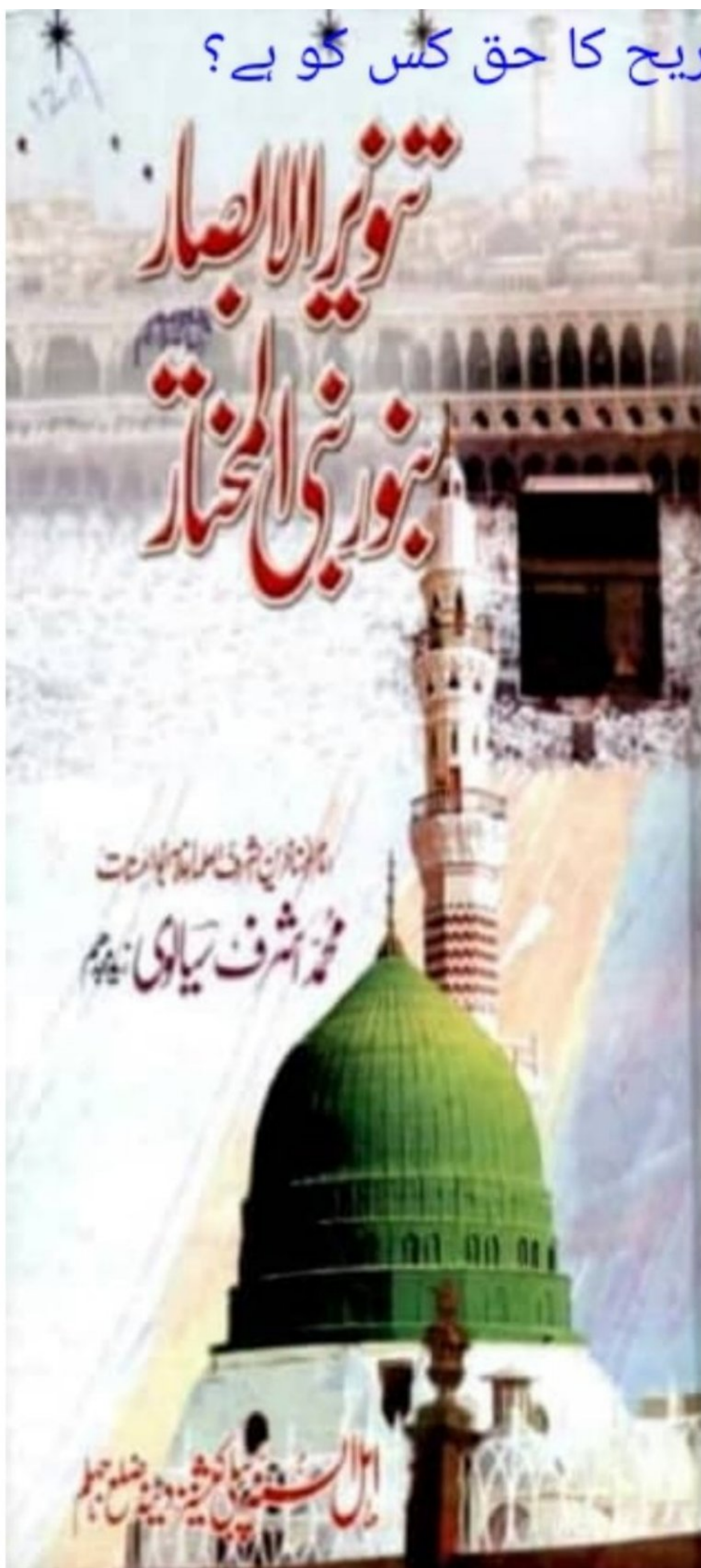
(۳) بریلوی مناظر قرآن سے دکھلائے گا، ان محمدا علی کل شیء قدیر یا ان رسول اللہ علی کل شیء قدیر جب کہ دیوبندی مناظر قرآن سے دکھلاوے گا، ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

میں نے کہا، اپنے اپنے عقیدہ کی تشریح کا حق متعلقہ فریق کو ہوتا ہے۔ دوسرا فریق ان کے متعلق قطعاً یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے اور یہ امر تم نے ثابت کرنا ہے لہٰذا تینوں موضوعات میں اپنا نظریہ و عقیدہ اور اس کی تشریح کرنے کا حق صرف ہمیں کو ہے۔

موضوع اول میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت میں نور تھے اور بظاہر بشر جب کہ دیوبندی مناظر یہ ثابت کرے کہ آپ قطعاً نور نہیں تھے۔

یہ عبارت لکھ کر میں نے رحمانی صاحب کی طرف بھجوائی اور اسی ملک صاحب کو کہہ دیا کہ جاؤ اس پر دستخط کروا کر لاؤ۔ مگر رحمانی صاحب نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا جلسہ کے منتظمین اور مسجد اتفاق میر کے ذمہ دار افراد نے مجھے کہا، آپ اپنے موضوع پر تقریر کریں اور اس کے دلائل بیان کریں یہ مولوی صاحبان خواہ مخواہ الجھاؤ پیدا کرتے رہیں گے چنانچہ بندہ نے اپنے دعوے کے اثبات میں تقریر کی جس کا مفصل ذکر روئیداد میں موجود ہے۔ اور یوسف رحمانی صاحب نے جوابی تقریر کی مگر اس موضوع کے متعلق اپنا دعویٰ اور اپنے اکابر کا مسلک متعین ہی نہ کیا اور بالآخر یہ ہوا اسی میں ایک ایسا کلمہ زبان سے نکلا جس میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین و تحقیر تھی اور غایت درجہ بدزبانی۔ جس سے مجمع مشتعل ہو گیا اور کسی طرح اس پر قابو نہ پایا جا سکا۔ مناظرہ کے منتظمین نے مناظرہ کو جاری رکھنے سے معذرت کی اور بندہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کہ آپ مناظرہ کو یہیں پر ختم کر دیں۔ میں نے کہا، جو سوال یوسف صاحب نے اٹھائے تھے ان کا جواب از حد ضروری ہے لہٰذا میں بہرحال جواب دوں گا۔ انھوں نے کہا، مناظرہ سے مقصود یہ مسئلہ سمجھنا تھا وہ ہمیں سمجھ آگیا ہے۔ اور اگر مناظرہ جاری رہے آپ تقریر کرو گے تو

Scanned with CamScanner

Scanned with CamScanner

جَمِیْعُ مَا وَقَعَ فِیْ کُتُبِ الْفَتَاوٰی مِنْ کَلِمَاتٍ صَرَّحَ الْمُصَنِّفُوْنَ فِیْهَا بِالْجَزْمِ بِالْکُفْرِ یَکُوْنُ الْکُفْرُ فِیْهَا مَحْمُوْلًا عَلٰی اِرَادَةِ قَائِلِهَا مَعْنًی عَلَّلُوْا بِهِ الْکُفْرَ وَ اِذَا لَمْ تَکُنْ اِرَادَةُ قَائِلِهَا ذٰلِکَ فَلَا کُفْرَ ۔ ترجمہ: ''یعنی کتب فتاوی میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے کہ قائل نے ان سے پہلوے کفر مُرادلیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں۔''

ضروری تنبیہ ۳۱ـ: احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو ۳۲ـ، صریح بات ۳۳ـ میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو (۲) ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظِ خدا سے بحذفِ مضاف حکمِ خدا مُراد ہے یعنی قضاء دو ہیں، مبرم و معلق ۳۴ـ، جیسے قرآن عظیم میں فرمایا اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَهُمُ اللّٰهُ ای

۳۱ـ ضروری نوٹس۔ ۳۲ـ یعنی ایک لفظ کہہ کر اسکے وہی معنی مراد لے سکتے ہیں جو معنی اس لفظ کے واقعی بنتے بھی ہوں۔ ۳۳ـ یعنی واضح بات میں کوئی ایسا مطلب نہیں نکال سکتے جو اسکے عرفی مطلب کے خلاف ہو لفظ خدا کا مطلب ہے وہ ذات جو خود بخود ہو جسے کسی نے پیدا نہ کیا ہو تو اب اگر کوئی شخص کہے ''میں خدا ہوں'' یعنی خود آیا ہوں تو اسکا یہ دعوی نہیں مانا جائے گا اور اسے کافر کہا جائے گا کیونکہ شریعت میں لفظ خدا سے معبود مراد ہے اور یہی معنی مشہور ہے تو اب کسی دور کے معنی کا دعوی قبول نہیں کیا جائے گا۔ یونہی لفظ صلوۃ کا لفظی معنی سرین ہلانا بھی ہے تو اگر کوئی شخص کہے کہ قرآن میں اقیموا الصلوۃ سے مراد ڈانس کرتے رہو تو اسکی بکواس نہیں سنی جائے گی کیونکہ شریعت میں صلوۃ کا معنی ہے مخصوص طریقے سے نماز پڑھنا۔

۳۴ـ یعنی کہا کہ خدا دو ہیں تو قطعاً کافر ہے اسکا یہ قول نہیں مانا جائے گا کہ میرے قول میں خدا سے مراد حکم خدا ہے یعنی خدا کا حکم دو طرح سے ہے ایک وہ جو طے شدہ (مبرم) ہے اور دوسرا کسی شرط سے مشروط ہے۔

عقیدے کی تشریح کا حق متعلقہ فریق کو ہے نہ کہ دوسرے کو

نہ خدے ـــــ براتیٔ ۔ قاسم العلوم ص۵۵ مکتوب اول بنام مولوی محمد فاضل ـــــ

ہر شخص جانتا ہے کہ مصنف اپنی مراد کو بخوبی جانتا ہے جب نانوتوی صاحب نے بغیر کسی ایچ پیچ کے صاف صاف بیان کر دیا کہ آخر الانبیاء ہونا مدح اور تعریف کی بات نہیں اس میں کوئی مدح نہیں ـــ جب کہ اس میں کوئی مدح نہیں تو اسے خاتم بالذات کو لازم مان کر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کرنا بقول نانوتوی صاحب بیہودہ لغو وغیرہ وغیرہ ضرور ہوگا پھر یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب ختم ذاتی کے لئے ختم زمانی لازم مانتے ہیں تو ان پر تہمت اور افترا کے سوا اور کیا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ص۱۴۳ پر "بالذات کچھ فضیلت نہیں" میں بالذات کی قید صرف دانستہ بکار آید کے طور پر ہے ـــ

ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء نہیں صرف نبی بالذات کے ہیں جسے آخر الانبیاء ہونا لازم بھی نہیں ـــ

اسی وجہ سے انھوں نے ص۱۴ ص۲۸ پر صاف صاف بلا کسی ابہام کے لکھ دیا ـــ

> اگر حضور کے زمانہ میں کوئی اور نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

نانوتوی صاحب پر شرعی مواخذے

نانوتوی صاحب نے دیدہ و دانستہ بالقصد والا رادہ

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

فیصل پبلیکیشنز دیوبند

حفظ الایمان کی عبارت پر تھانوی رح سے سوال

پولیس والوں سے کہہ دیا کہ اہل دیوبند فساد کرانے آئے ہیں اس وجہ سے پولیس نے یہ مناظرہ حکماً روک دیا جب مولانا نے خانصاحب کی یہ کیفیت دیکھی تو یقین ہوگیا کہ وہ ہرگز مناظرہ نہ کریں گے اور محض اتمام حجت کے لیے یہ رسالہ بسط البنان تحریر فرمایا:

باسمہ تعالیٰ حامداً و مصلیا و مسلما

بخدمت اقدس حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب مدت فیوضکم العالیہ۔

بعدہ سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خانصاحب (بریلوی) یہ بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے اس لئے امور ذیل دریافت طلب ہیں:

۱۔ آیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے۔ ۲۔ اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے۔ ۳۔ آیا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے۔ ۴۔ اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃ المفاد عبادت ہے نہ آپ کا مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحۃً یا اشارۃً کہے

حضرت تھانوی رح نے اپنے عقیدے کی تشریح کی ،احمدرضا کفر کے گھا

اسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر۔

بینوا وتوجروا

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفاعنہ

الجواب۔ مشفق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ، السلام علیکم آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو در کنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا۔ (۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چناں چہ اخیر میں عرض کروں گا۔ (۳) جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی کبھی اس کا خطرہ نہیں گذرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے۔ (۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تو جواب ہوا آپ کے سوالات کا اب آخر میں اس جواب کی تتمیم کیلئے مناسب سمجھتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اس عبارت کی مزید توضیح کردوں جس کی بناء پر مجھ پر تہمت لگائی گئی ہے گو کہ وہ خود بھی بالکل واضح ہے اول میں نے دعویٰ کیا ہے کہ علم غیب[1] جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو

[1] یعنی غیب کی باتوں کا علم۔

احمد رضا کا اصول
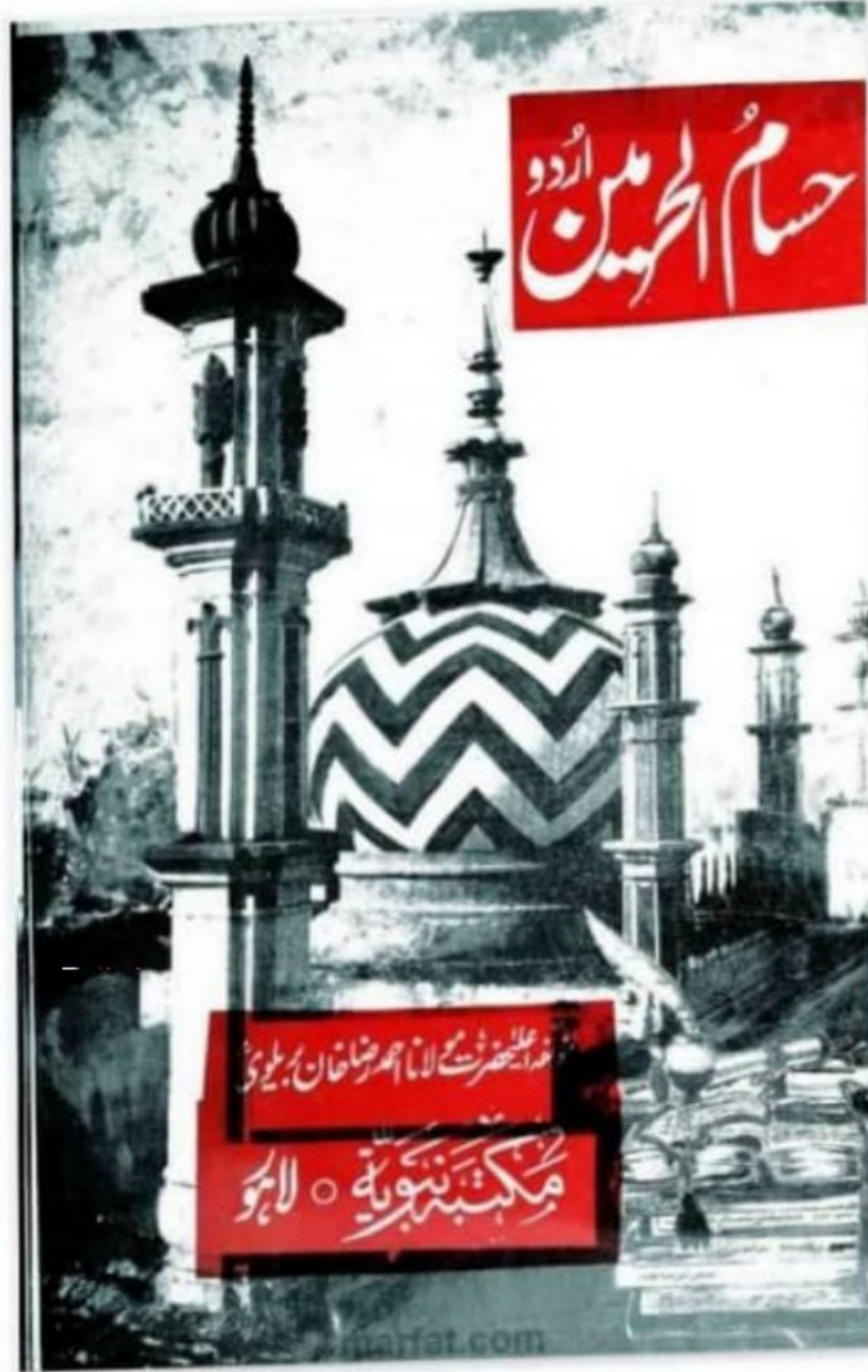
کہ قائل نے ان سے پہلوئے کفر مراد لیا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں "

ضروری تنبیہ

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے. مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذفِ مضاف حکم خدا مراد ہے یعنی قضا دو ہیں، مبرم و معلق، جیسے قرآنِ عظیم میں فرمایا اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَ اللّٰہُ ای امر اللہ. عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں. شفاء شریف میں ہے ادعاؤہ التاویل فی لفظ صراح لایقبل " صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا " شرح شفاء قاری میں ہے ھو مردود عند القواعد الشرعیۃ " ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے " نسیم الریاض میں ہے لایلتفت لمثلہ ویعد ھذیانا " ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی " فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ من پیغمبرم یرید بہ من پیغام می برم یکفر " یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا " یہ تاویل نہ سنی جائے گی، فاحفظ.

مکرِ چہارم انکار، یعنی جس نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ کہے اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں، تحریریں دکھا دیتا ہے. اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمال بے حیائی صاف کہہ دیا کہ آپ معقول بھی کر دیجئے تو میں وہی کہے جاؤں گا اور بیچارہ بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں، اور آخر ہے کیا یہ در بطن قائل، اس مکر کے جواب کو وہی آیتِ کریمہ کافی ہے کہ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا ط وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِھِمْ " خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا حالانکہ بیشک ضرور وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہوکر کافر ہو گئے " ع

Scanned with CamScanner

ہر بات کی اچھی تاویل کرنی چاہئے

احمدرضا تاویل نہ کر کے کفر گھاٹ اترگیا😂💪

ایسا علم جس میں پاگل و دیوانے، بچے اور جانور و درندے شریک ہوں اس سے آپ کی ذات ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس طرف تو خود مولانا اشرف علی کا بھی دھیان نہیں گیا۔ بہرکیف ہر بات کی اچھی تاویل کرنی چاہیے۔

مختصر یہ کہ المہند علی المفند میں ان تمام عقائد سے اتفاق کیا ہے جن پر فاضل بریلوی کو اصرار تھا اور غالباً قیام حرمین کے زمانے تک مولوی خلیل احمد کو ان سے اختلاف تھا اور اس کے بعد فضلائے حجاز کو فاضل بریلوی کے موافق محسوس کرتے ہوئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ کسی ترکیب سے عقائد کا اس طرح اظہار کیا جائے جو فاضل بریلوی کے دعاوی سے قطعاً مختلف اور متضاد معلوم ہوں اور اس طرح وہ علمائے حجاز کی نظر میں خفیف و شرمسار ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولوی خلیل احمد نے جن عقائد سے اتفاق فرمایا ہے ان میں سے بعض عقائد کے خلاف تو خود ان کی اور ان کے ہم مسلک علماء کی تصانیف میں تحریریں موجود ہیں۔ اگر کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو وہ "تضادات علمائے دیوبند" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرما سکتے ہیں[1]

مناسب یہ تھا کہ فاضل بریلوی نے جن تحریرات پر اعتراض کیا تھا اور علماء دیوبند کو متوجہ کیا تھا ان کی طرف توجہ کی جاتی اور معقول اور مسکت جوابات دیئے جاتے یا اعتراضات کو تسلیم کر کے رجوع کیا جاتا اور خلوص و حقانیت کا مظاہرہ کیا جاتا۔ لیکن مسلسل خاموشی اختیار کی گئی جو ہماری نظر میں ہرگز مناسب نہ تھی۔ مولانا حسین احمد مدنی نے اس خاموشی کی تاویلات فرمائیں اور خاموش رہنے والوں کو داد دی۔ چنانچہ وہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:-

> کیونکہ حضرات علمائے دیوبند و سہارنپور وغیرہ تو اپنے مشاغل علمیہ میں اس طرح مشغول ہیں کہ دوسری طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور مجدد بریلوی کی جملہ باتوں کو لایعنی خرافات خیال کر کے اس طرف توجہ کرنا اپنی شان عالمانہ کے خلاف اور طریقہ شرفاء کے خلاف جانتے ہیں[2]

[1] اس موضوع پر علامہ ارشد القادری کی کتاب زلزلہ (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء) شائع ہو چکی ہے۔ جنوبی افریقہ کے ایک فاضل عباس ... نے بھی اس موضوع پر انگریزی میں مقالہ قلم بند کیا ہے۔ مسعود

حسام الحرمین پر دھماکہ

تھانوی صاحب ہر مسئلہ کو خالص شرعی نقطے نظر سے دیکھتے تھے

غرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست   کمال حشمت محمود را و عجز ایاز

مہرِ مُنیر

سوانح حیات

فَاِنِّی فِی اللّٰہِ بَاقٍ بِاللّٰہِ آیَۃٌ مِّنْ آیَاتِ اللّٰہِ

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

گولڑہ شریف۔ ضلع راولپنڈی

تالیف

مولانا فیض احمد صاحب فیض الجامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

باجازت

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

جناب سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب و سید پیر شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

گیا ہوں کہ گروہ مخالفین دولتِ برطانیہ سے متعلق نہیں ہوں تو میرا تخالف بوجہ اصول اسلامیہ تجاویز خیزیہ میں ہے نہ مطلقاً اور نہ اصل مدعی اور غایت و نتیجہ میں۔ مجھ سے مطلوبہ ہدایت اُسی صورت میں متصور ہو سکتی ہے۔ کہ مقاماتِ مقدسہ مکہ و مدینہ و بغداد و بیت المقدس پر قبضہ چھوڑا جائے۔ ورنہ معاذ اللہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر آپ کے پیغام کی تعمیل بالکل ناممکن ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ والحمد للہ اولاً و آخراً۔

العبد المشتکی الی اللہ الصمد عوبہ مہر علی شاہ بقلم خود۔ از گولڑہ"

تحریکِ خلافت کے اسباب

______ اسلامی دنیا میں سلطان ترکی کو مقاماتِ مقدسہ کے خادم اور ایک بڑی اسلامی مرکزی سلطنت کے سربراہ کی حیثیت سے "خلیفۃ المسلمین" کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا جب یورپ اور امریکہ کا بزعم خود اس مردِ بیمار کو عملاً ختم کر دینے کا منصوبہ مکمل ہو گیا تو برطانوی ہند کے مسلمانوں کو جو اپنی حکومت تو کھو چکے تھے مگر سلطنتِ عثمانیہ کو اسلامی شوکت کی آخری یادگار سمجھتے تھے انتہائی صدمہ ہوا۔ چنانچہ عوام اور سیاسی لیڈروں کے علاوہ فرنگی محل، ندوہ، دیوبند، تونسہ شریف اور سیال شریف وغیرہ کے دینی اور روحانی مراکز کے علماء اور مشائخ بھی خلافتِ اسلامیہ کے تحفظ پر کمربستہ ہو گئے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کے بعض اصحاب مثلاً حضرت مولینا غلام محمد شیخ الجامعہ بہاول پور، مولینا برکت علی پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور، حکیم شمس الدین وزیر آبادی اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری امرتسری وغیرہ نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اسلامی خلافت کے متعلق علمائے راسخین کا مسلک

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اور بعض دیگر علمائے راسخین مثلاً حضرت سید دیدار علی شاہ الوری، جناب مولوی محمد علیؒ مونگیری صوبہ بہار کے علاوہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جو ہر مسئلہ کو خالص شرعی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے عادی تھے۔ ترکی سلطنت کو اسلامی خلافت کا درجہ نہیں دیتے تھے تاہم ان حضرات کی مکمل ہمدردی اُس وقت تک ترکوں کے ساتھ رہی جب تک اُن کی انقلاب پسند جماعت نے برسرِ اقتدار آ کر اس بات کا اعلان نہ کر دیا کہ ہماری حکومت کا کوئی مذہب نہیں۔ مثلاً جنگِ طرابلس اور جنگِ بلقان میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے گھر کے زیورات اور اصطبل کے گھوڑے تک بیچ کر ترکوں کی امداد کے لیے چندہ دیا تھا۔ طرابلس کی جنگ کے زمانے میں کئی بار غازی انور پاشا جو اُن دنوں انور بے کہلاتے تھے کا ذکر عزت اور محبت کے لہجہ میں فرمایا اور اُن کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ حتیٰ کہ تحریکِ خلافت کے دنوں میں بھی آپ نے اُن مخلصین کو جو اس میں عملی حصہ لے رہے تھے منع نہیں فرمایا۔

اپنے مسلک کے باوجود حضرتؒ نے مخلصین کو تحریکِ خلافت میں حصہ لینے سے منع نہیں فرمایا

جیسے کہ اُوپر ذکر ہو رہا تھا اپنے شرعی مسلک کے باوجود آپ نے اپنے مخلصین کو تحریکِ خلافت میں کام کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مولینا غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ بہاولپور لکھتے ہیں:-

"تحریکِ خلافت کی ابتدا تھی۔ اور میں اس تحریک کا بہت بڑا علمبردار تھا۔ حکومت نے میری گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیئے۔ مجھے کسی ذریعہ سے پہلے پتہ چل گیا۔ لہٰذا میں بھاگ نکلا اور سیدھا گولڑہ شریف جا پہنچا

غوث الاسلام والمسلمین حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز

ماہِ شریعت مہرِ طریقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی ابن حضرت مولانا پیر سید نذر الدین شاہ قدس سرہما یکم رمضان المبارک (۱۲۷۵ھ/۱۸۵۹ء) بروز سوموار گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے[1] آپ کا سلسلۂ نسب ۲۵ واسطوں سے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ۳۶ واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے[2]

قرآن مجید پڑھنے کے بعد مولانا غلام محی الدین ہزاروی سے کافیہ تک کتابیں پڑھیں، پھر بھوئی ضلع راولپنڈی میں مولانا محمد شفیع قریشی کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور نحو و اصول کی متوسط کتب کے علاوہ منطق میں قطبی پڑھی، بعد ازاں اکثر و بیشتر کتب انگہ ضلع سرگودھا میں مولانا سلطان محمود (مرید خاص حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ) سے پڑھیں اور کانپور میں مولانا احمد حسن کانپوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت مولانا احمد حسن کانپوری سفر حرمین طیبین کے لئے تیار تھے، اس لئے آپ نے استاذ الکل مولانا لطف اللہ علیگڑھی کی خدمت میں حاضر ہو کر معقول اور ریاضی کی کتب عالیہ کا درس لیا، مولانا احمد علی سہارنپوری محشی بخاری سے درسِ حدیث لیا اور ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں سندِ حدیث حاصل کی[3] سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی قدس سرہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے[4]

---

[1] فیض احمد، مولانا : مہر منیر ۱ ص ۶۱
[2] ایضاً ۱ ص ۳
[3] ایضاً ۱ ص ۶۵-۸۱
[4] ایضاً ۱ ص ۹۳-۹۵

محققین کے خلاف احمدرضا فتوی دےیکر خوڈ کافر ہوا

فتاوٰی رضویّہ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

۳۰

رضا فاؤنڈیشن

جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور ۸

پاکستان (۵۴۰۰۰)
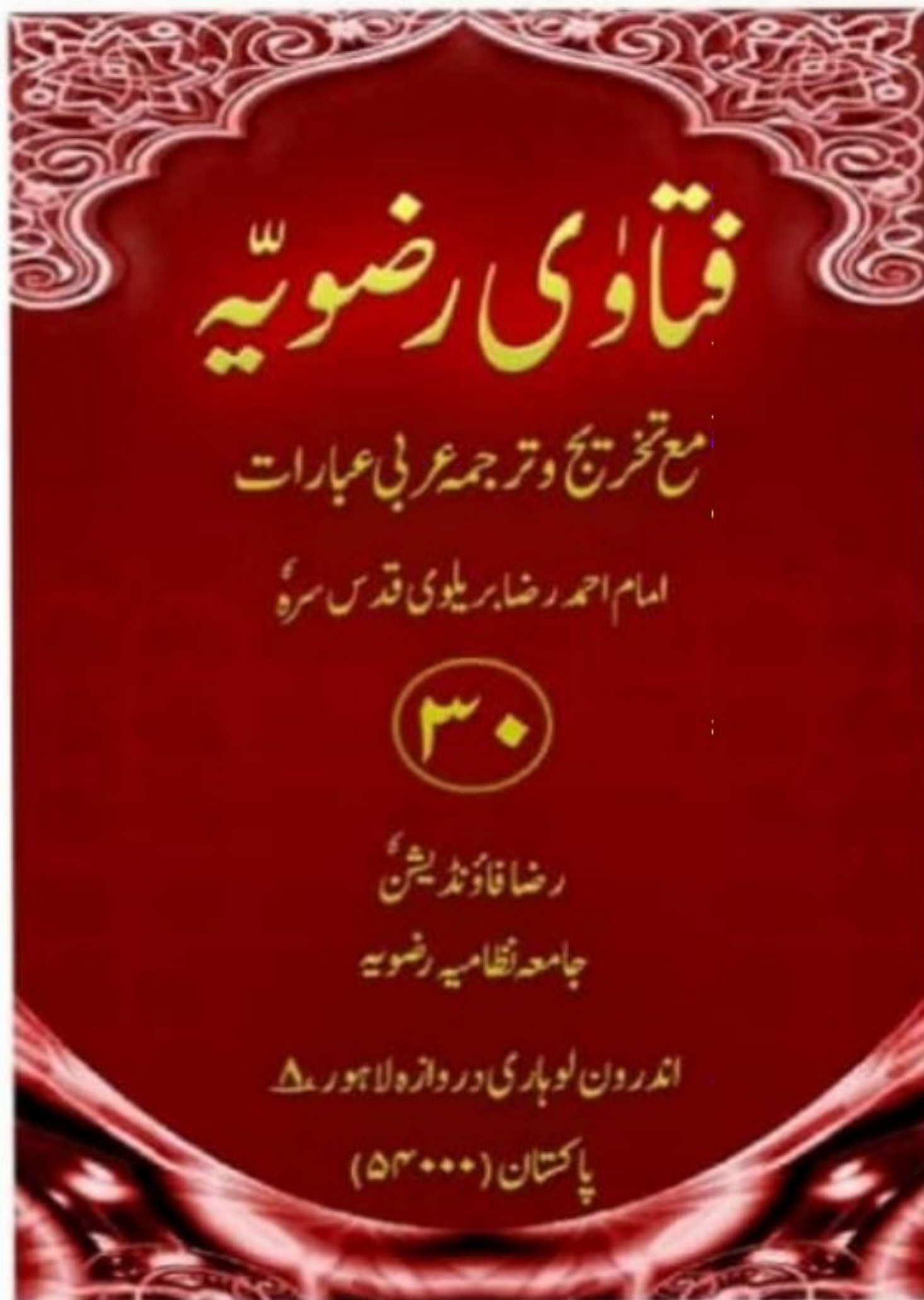
اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء"[1]۔ "علم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ﴿۲۶﴾ الا من ارتضی من رسول"[2]۔	علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔ (ت) غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳۱) عمرو کو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے واسطہ سے سمعًا یا عینًا یا الہامًا بعض غیوب کا علم قطعی اللہ عزوجل نے دیا یا دیتا ہے، یہ احتمال خالص اسلام ہے تو محققین فقہاء اس قائل کو کافر نہ کہیں گے اگرچہ اس کی بات کے اکیس پہلوؤں میں بیس کفر ہیں مگر ایک اسلام کا بھی ہے احتیاط و تحسین ظن کے سبب اس کا کلام اسی پہلو پر حمل کریں گے جب تک ثابت نہ ہو کہ اس نے کوئی پہلوئے کفر ہی مراد لیا، نہ کہ ایک ملعون کلام، تکذیب خدا یا تنقیص شان سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والثناء میں صاف، صریح، ناقابل تاویل و توجیہ ہو، اور پھر بھی حکم کفر نہ ہو، اب تو اسے کفر نہ کہنا، کفر کو اسلام ماننا ہوگا، اور جو کفر کو اسلام مانے خود کافر ہے۔ اسی شفاء و بزازیہ و درر و بحر و نہر و فتاوٰی خیریہ و مجمع الانہر و در مختار وغیرہ کتب معتمدہ سے سن چکے کہ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے، کافر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے مگر یہود منش لوگ فقہائے کرام پر افترائے سخیف اور ان کے کلام میں تبدیل و تحریف کرتے ہیں۔

"وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ﴿۲۲۷﴾"[3]۔	اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

شرح فقہ اکبر میں ہے:

قد ذکروا ان المسالۃ المتعلقۃ بالکفر اذاکان لھا تسع وتسعون احتمالا للکفر واحتمال واحد فی نفیہ فالاولٰی للمفتی والقاضی	تحقیق مشائخ نے مسئلہ تکفیر کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ اگر اس میں ننانوے احتمال کفر کے ہوں اور ایک احتمال نفی کفر کا ہو تو اولٰی یہ ہے مفتی اور قاضی اس کو نفی کفر کے احتمال

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۷۹

[2] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۶ و ۲۵

[3] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

اللہ کو حقیر مخلوق سے تشبیہ
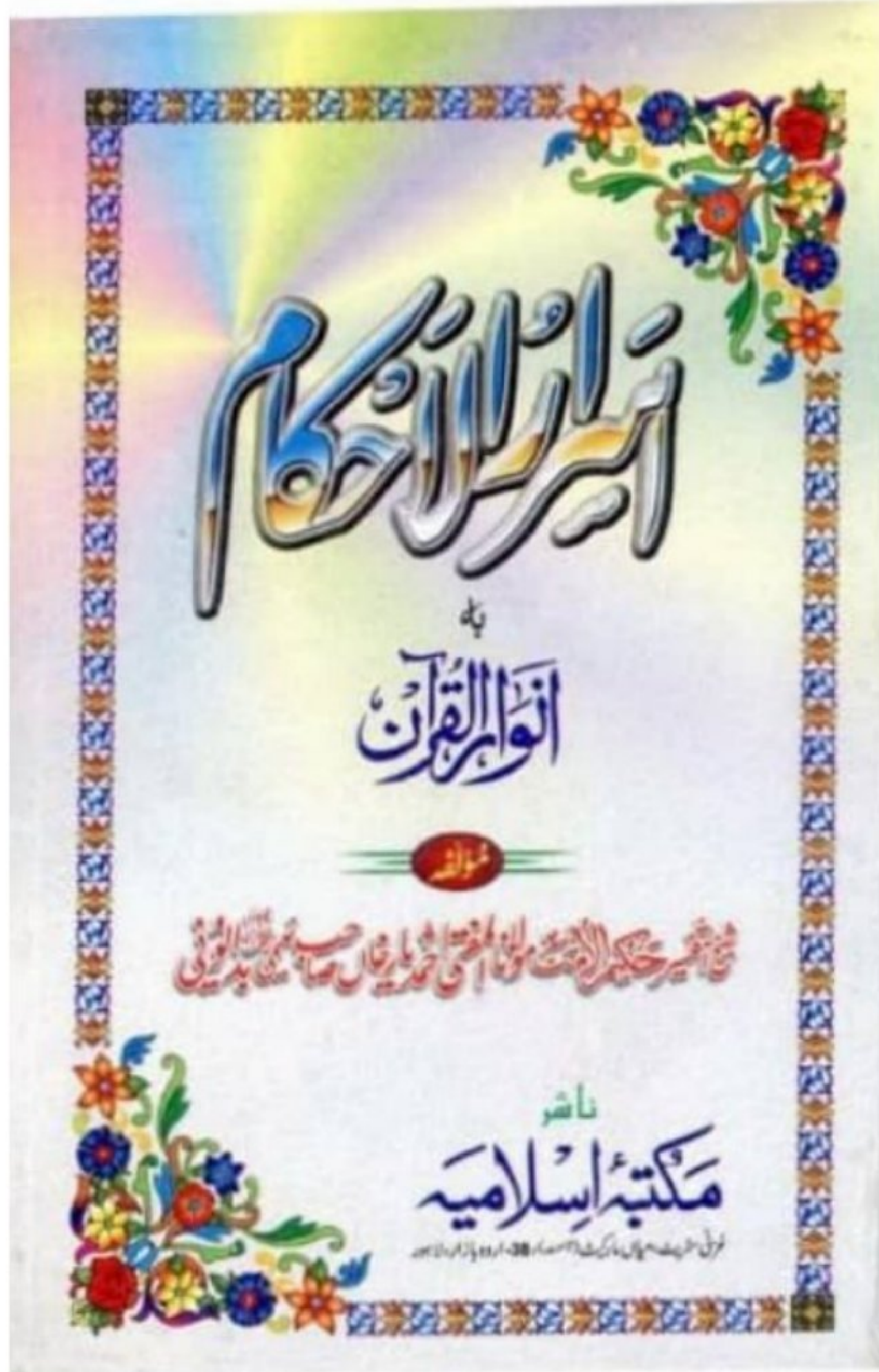
اس کے کتنے فائدے ہونے چاہئیں۔

س - منہ کی سانس جیتی تاثلے سے زہریلی ہوتی ہے۔ اس سے پانی پر دم کرنا بیماری کا باعث ہوگا ؟

ج - آپ نے اتنا مان لیا کہ جو باہر کی ہوا جسم کے اندرونی حصہ سے مل کر آئے اس میں بیمار کرنے کی تاثیر ہو جاتی ہے اتنا اور مان لو کہ جو ہوا اس زبان سے مل کر آئے۔ جس نے ابھی قرآن پڑھا ہے اس میں تندرست کرنے کی تاثیر ہو جاتی ہے۔

س - جب قرآنی آیتیں نور اور شفا ہیں تو چاہیے کہ ہر شخص ان پر عمل کر لیا کرے۔ اعمال و وظائف میں اجازت کی اور علم دین میں دستار بندی و سند کی شرط کیوں ہے۔ عمل آگ کی تاثیر رکھتا ہے۔ آگ کا جلانا اجازت پر موقوف نہیں۔

ج - اعمال و وظائف اور علم میں دو نور ہیں۔ ایک تو الفاظ کا دوسرے عامل یا عالم کے زبان کا الفاظ کا نور ثواب ہے اور عامل کا اثر فتح باب اجازت سے فتح باب ہوتا ہے۔ یہ اثر سینۂ پاک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پاک سینوں کے ذریعہ ایسا پہنچتا ہے۔ جیسے شیشوں سے چھن کر نور شمع۔ تلوار میں دھار اور وار دونوں ضروری ہیں۔ بغیر وار سیکھے ہوئے دھار بیکار ہے۔ اس وار کے لیے اجازت شیخ کی ضرورت ہے نہ کہ دھار کے لیے۔

س - جب قرآن و حدیث نور اور شفا ہیں تو شیخ کی بیعت استاد کی شاگردی اماموں کی تقلید سب بیکار ہیں

ج - دوا کی شفا طبیب کی تجویز سے ظاہر ہوتی ہے۔ طبیب نبض دیکھنے اور بیماری پہچاننے دوا تجویز کرنے کی بڑی فیس لے لیتے ہیں۔ ایسے ہی مشائخ عظام دل کی بیماری کے طبیب ہیں۔ قرآن و حدیث دوائیں ہیں اور محدثین و مفسرین گویا روحانی عطار ہیں۔ ان کے پاس احادیث و آیات ایسی ہیں۔ جیسے عطار کی دوکان میں صاف ستھری بہترین دوائیں۔ اس کی دوکان میں ہے سب کچھ مگر طبیب کی تجویز کے بغیر مریض کو مفید نہیں۔

س - تعویذ کیوں لکھے جاتے ہیں۔ ان سے کیا فائدہ ہے ؟

ج - جیسے بعض مخلوق کے ناموں میں تاثیر ہے کہ کسی کو اُلّو گدھا کہہ دو۔ تو وہ رنجیدہ ہو جاتا ہے اور حضرت قبلہ و کعبہ کہہ دو تو خوش ہوتا ہے۔ حالانکہ اُلّو گدھا بھی مخلوق ہیں اور قبلہ و کعبہ بھی ایسے ہی خالق کے مختلف ناموں میں مختلف تاثیریں ہیں۔ شافی میں شفا، غفار میں بخشش

(بقیہ صفحہ ۵۷۲) ہو جاؤ اگرچہ نماز میں ہو یا کسی اور کام میں' رب فرماتا ہے: اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ۔ یا حضور کو ایسے القاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو' انہیں بھیا یا ابا یا چچا بشر کہہ کر نہ پکارو۔ انہیں یا رسول اللہ' یا شفیع المذنبین وغیرہ ادب کے القاب سے یاد کرو۔

۱۔ شان نزول منافقین پر حضور کا وعظ سننا دشوار ہوتا تھا وہ چپکے سے کھسکتے کھسکتے مسجد کے کنارہ تک پہنچ جاتے اور پھر کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے مجلس پاک سے نکل جاتے تھے۔ ان کے متعلق یہ عتاب والی آیت نازل ہوئی ۲۔ تکلیف' قتل' زلزلے' ظالم بادشاہوں کا تسلط ہولناک حادثے' اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی مخالفت سے دنیاوی عذاب بھی آ جاتے ہیں۔ آخرت کے عذاب اس کے علاوہ ہیں ۳۔ یعنی آخرت کا عذاب یا ایمان پر خاتمہ نصیب نہ ہونا۔ یہ لفظ او منع خلو کے لئے ہے اجتماع دونوں عذابوں کا ممکن ہے ۴۔ یعنی اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے کفار کا یہ حساب و کتاب انہیں روز محشر رسوا کرنے کے لئے ہوگا ۵۔ برکت کے معنی ہیں دنیا و دین کی زیادتی اور کثرت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے تعلق تمہارے لئے دین و دنیاوی برکات اور زیادتیوں کا ذریعہ ہے۔ ۶۔ یعنی حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے۔ خیال رہے عبد اور عبدہٗ میں بڑا فرق ہے' عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہٗ کی رحمت الٰہی منتظر ہے۔ عبدہٗ وہ ہے جس کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے مثل بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبہم اصحاب کہف کا کتا عزت والا ہے ان کی برکت سے دائمی زندگی اور امن مل گئی ۷۔ گنہگاروں کو ڈر بالفعل سنا کر اور ملائکہ صالح انسانوں کو بالتقدیر اور بالفرض کہ اگر تم نے رب کی نافرمانی کی تو گرفت میں آ جاؤ گے جیسے کہ رب نے میثاق کے دن پیغمبروں سے فرمایا وَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ لہٰذا آیت پر یہ شبہ نہیں کہ فرشتے ڈر سنانے کے لائق نہیں ۸۔ اس میں اشارۃً فرمایا گیا کہ حضور کی نبوت بھی آسمانوں اور زمینوں کو گھیرے ہوئے ہے کیونکہ حضور مملکت الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم ہیں۔ لہٰذا جہاں خدا کی خدائی ہے وہاں حضور کی مصطفائی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ لہٰذا یہ آیت پچھلی آیت کی دلیل ہے کہ حضور ساری خلقت کے رسول ہیں ۹۔ اس میں ان بت پرستوں کا رد ہے جو رب کے لئے شریک مانتے تھے۔ یا اس کے لئے اولاد ثابت کرتے تھے۔ کہ مشرکین عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو اور یہودی عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے۔ نعوذ باللہ منہ ۱۰۔ یعنی رب نے ہر مخلوق کو وہی کچھ بخشا جس کی اسے حاجت تھی۔

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ

جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے

عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ

خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب

اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۖ قَدْ

پڑے سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک وہ

يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۖ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ

جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ انہیں

بِمَا عَمِلُوْا ۖ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾

بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

اٰيَاتُهَا ۷۷ | ۲۵ سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ ۴۲ | رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورہ فرقان مکیہ ہے اس میں چھ رکوع ۷۷ آیات ۸۹۲ کلمات ۳۷۳۳ حروف ہیں (خزائن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر کہ جو سارے جہان

لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

کو ڈر سنانے والا ہو وہ جس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

کی بادشاہت اور اس نے نہ اختیار فرمایا بچہ اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی

فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۲﴾

نہیں اور اس نے ہر چیز پیدا کر کے ٹھیک اندازہ پر رکھی

(بقیہ صفحہ ۲۲۲) تعالیٰ نے قالب کی پرورش کے لئے غذائیں اور پھل پیدا فرمائے غذا زندگی کے لئے اور پھل لذت کے لئے ایسے ہی قلب کی پرورش کے لئے شریعت اور طریقت بنائی۔ شریعت روحانی زندگی کی غذا ہے' طریقت اس زندگی کے لذیذ پھل ہیں۔ ایسے ہی فرائض غذا اور نوافل پھل ہیں ۱۳۔ کہ بعض درخت بعض کے ساتھ شاخوں' پتوں میں مشابہ ہوتے ہیں مگر پھول پھل میں علیحدہ' یہ تمام چیزیں قدرت الٰہیہ کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ ایسے ہی تمام انسان شکل و صورت میں مشابہ ہیں مگر پھل میں مختلف کوئی کافر ہے کوئی مومن کوئی فاسق ہے کوئی متقی' کوئی ولی ہے کوئی نبی ظاہری صورت کی یکسانیت دیکھ کر اولیاء' انبیاء کو اپنا مثل نہ سمجھو۔ نیم اور بکائن کا درخت یکساں معلوم ہوتا ہے مگر پھلوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ سونا اور پیتل دونوں پیلے ہیں۔ مگر حقیقت میں کوسوں کا فرق ہے۔

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا

والوں کے لئے ۱؎ اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو ۲؎ اور حالانکہ اسی نے ان کو بنایا اور اس

لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا

کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں جہالت سے ۳؎ پاکی اور برتری ہے اس کو

يَصِفُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ

ان کی باتوں سے بے کسی نمونہ کے آسمانوں اور زمین کا بنانے والا اس کے بچہ کہاں

وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ

سے ہو حالانکہ اس کی عورت نہیں ۴؎ اور اس نے ہر چیز پیدا کی ۵؎ اور وہ

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ

سب کچھ جانتا ہے یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

ہر چیز کا بنانے والا تو اسے پوجو وہ ہر چیز پر نگہبان

وَّكِيْلٌ ﴿۱۰۲﴾ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ

ہے ۶؎ آنکھیں اسے احاطہ نہیں کر سکتیں ۷؎ اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں ۸؎

وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

اور وہی ہے نہایت باطن پورا خبردار تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں آئیں تمہارے رب

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَاۤ اَنَا

کی طرف تو جس نے دیکھا تو اپنے بھلے کو اور جو اندھا ہوا اپنے برے کو اور میں تم پر

عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا

نگہبان نہیں ۱۰؎ اور ہم اسی طرح آیتیں طرح طرح سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کافر

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِيَ

بول اٹھیں کہ تم تو پڑھے ہو ۱۱؎ اور اس لئے کہ اسے علم والوں پر واضح کر دیں اس پر چلو جو تمہیں

۱۔ یعنی اس سے دو باتیں معلوم کرو۔ ایک یہ کہ جو رب ایک پانی سے اتنی قسم کی سبزیاں پیدا فرمانے پر قادر ہے وہ ایک صور کی پھونک سے سارے عالم کو مارنے اور جلانے پر بھی قادر ہے لہٰذا قیامت برحق ہے دوسرے یہ کہ وہ رب ایک پیغمبر کی تعلیم سے گلشن ایمان و اسلام میں ہزارہا سبزے پیدا فرمانے پر قادر ہے۔ ولایت' قطبیت' غوثیت' علم' عمل و حکمت سب اس بارش نبوت سے پیدا ہوئے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ علم نباتات سیکھنا بھی مفید ہے۔ ۲۔ مشرکین عرب' چاند' سورج کی طرح جنات کی بھی پوجا کرتے تھے۔ ان کے نام کے بت بنا کر ان کی پرستش کرتے تھے۔ اس آیت میں ان کی تردید ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معبود الٰہ وہ ہے جو خالق ہو۔ کسی کی مخلوق نہ ہو۔ ۳۔ ان بیوقوفوں نے یہ نہ سمجھا کہ اولاد نسل کی بقا کے لئے ہوتی ہے جو خود باقی ہے اسے نسل کی کیا حاجت' دیکھو' چاند' سورج تارے' قیامت تک باقی ہیں۔ ان کی اولاد نہیں۔ تو رب تعالیٰ جو ہمیشہ ہمیشہ باقی ہے وہ اولاد والا کیسے ہو سکتا ہے۔ ۴۔ معلوم ہوا کہ اولاد وہ جو بیوی سے پیدا ہو۔ لہٰذا حضرت حوا' آدم کی بیٹی نہیں کیونکہ بیوی سے نہیں پیدا ہوئیں۔ اسی لئے وہ بیوی بنائی گئیں۔ خیال رہے کہ اولاد باپ کی جنس سے ہوتی ہے۔ انسان کا بچہ گدھا نہیں ہوتا۔ لہٰذا خالق کا لڑکا لڑکی مخلوق کیسے ہو سکتی ہے ۵۔ یعنی ہر چیز اللہ کی مخلوق ہے اور مخلوق اپنے خالق کی اولاد نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہم اپنے اعمال کے خالق نہیں۔ ان کا بھی خالق اللہ ہے۔ کاسب ہم ہیں ۶۔ سب کے رزق' موت' عمل' اجل' سب اس کی نگہبانی میں ہیں اس کے باوجود ہم کو حکم ہے خُذُوْا حِذْرَكُمْ کفار سے بچاؤ کے اسباب اختیار کرو۔ مصیبت کے وقت حکام' حکیم کے پاس جاؤ کیونکہ یہ لوگ رب کی نگہبانی کے مظہر ہیں۔ ایسے ہی ضرورت کے وقت حاجت روائی کے لئے نبی' ولی کے دروازے پر جانا ضروری ہے توکل کے خلاف نہیں ۷۔ یعنی دنیا میں آنکھوں سے رب کو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خواب میں دیکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ دیکھنا ان آنکھوں سے نہیں حضور نے معراج میں انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھا۔ جنتی انہیں آنکھوں سے رب کو دیکھیں گے۔ مگر یہ دیکھنا دنیا میں نہیں۔ معراج کے بارے میں رب نے فرمایا۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى بہشتی دیدار کے بارے میں فرمایا۔ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۸۔ یعنی علمی احاطہ میں۔ اس لئے کہ جسمانی احاطہ اور گھیرنا رب کیلئے ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ اس سے پاک ہے جسمانی احاطہ وہ کر سکتا ہے جو خود جسم ہو جیسے دیوار اندر کی چیزوں کو۔ لوٹا پانی کو' شہر پناہ شہر کو گھیرے ہوتے ہیں۔ یہ رب کے لئے ناممکن ہے۔ ۹۔ یعنی حضور کے معجزات اور قرآن کریم کی آیات۔ بلکہ حضور خود رب کی دلیل ہیں۔ رب فرماتا ہے۔ قَدْ جَآءَكُمْ

پیدا ہوگئی ہیں اور اکثر لوگ اُنہیں پڑھ کر مبہوت رہ گئے۔ خود ان فرقوں کے پابند لوگوں نے بھی معذرت خواہانہ انداز اختیار کر لیا۔ حاشا و کلّا اِس بیان سے کسی گروہ کی تحقیر و تنقیص مقصود نہ تھی ہم صرف یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اختلافات فروعی نہیں ـــــــ اصُولی ہیں۔ المہنّد کی اشاعت کے بعد تمام غلط فہمیاں دُور ہو جاتی ہیں اور موافقت کی راہ کھُل جاتی ہے۔ بنا بریں اختلافی مسائل کی بابت عقائد علماء دیوبند مشمولہ المہنّد علی المفنّد کا اور اکابر علماء دیوبند کی دیگر تصانیف ہیں سے متعلقہ اُمور کا تذکرہ مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے ـــــــ

(۱) "جو شخص نبی علیہ السّلام کے علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وُہ قطعاً کافر ہے۔"

(خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا: المہنّد علی المفنّد مطبوعہ کراچی، ص ۳۶)

۲۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے پیر و مرشد مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۹ھ) کو امداد کے لیے پکارتے ہُوئے لکھتے ہیں ؎

تم ہو اَے نورِ محمد خاص محبُوبِ خُدا | ہند میں ہو نائبِ حضرت محمد مصطفےٰ
تم مددگار مدد اِمداد کو پھر خوف کیا | عشق کی بُرِس کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اَے شہِ نورِ محمد وقت ہے اِمداد کا | آسرا دُنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

(شمائم امدادیہ، ص ۸۳، امداد المشتاق الی اشرف الاخلاق ص ۱۱۹)

۳۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی (۱۲۴۸ھ۔ ۱۲۹۷ھ) بانی مدرسہ دیوبند "قصائد قاسمی" کے صفحہ ۵، ۸ پر لکھتے ہیں ؎

مدد کر اَے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا | نہیں ہے قاسمِ بےکس کا کوئی حامی کار
مگر کرے مری رُوح القدس مددگاری | تو اُس کی مدح میں مَیں بھی کروں رقم اشعار
جو جبرئیل مدد پہ ہو فکر کی میرے | تو آگے بڑھ کے کہوں اے جہان کے سردار

۴۔ "کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا۔ اور جو اِس کا قائل ہو کہ

نزاع کے خاتمے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المعتمد المستند کا وہ حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۵ جلیل القدر علماء نے زبردست تقریظیں لکھیں اور دلشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ افراد مذکورہ بلاشک و شبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو حمایت دین کے سلسلے میں بھرپور خراج تحسین پیش کیا، علمائے حرمین کریمین کے یہ فتوے حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین کو ۱۳۲۴ھ کے نام سے شائع کر دیئے گئے۔

بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ "المہند المفند" ترتیب دیا جس میں کمال چابکدستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے ہیں۔ حالانکہ باعثِ نزاع عبارات متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں۔ صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ نے "التحقیقات لدفع التلبیسات" لکھ کر اس تلبیس کا بھرپور طریقے سے ابطال کر دیا۔

حسام الحرمین کا اثر زائل کرنے کے لیے علماء دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتوے علماء حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کیے گئے ہیں کیونکہ اصل عبارات اردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے علماء میں سے کوئی بھی حسام الحرمین کا مؤید نہیں ہے، اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لیے شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے متحدہ پاک و ہند کے اڑھائی سو سے زیادہ نامور علماء کی حسام الحرمین کی تصدیقات "الصوارم الہندیہ" کے نام سے شائع کر دیں۔

دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اب بھی عام طور پر عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بلا وجہ اکابر دیوبند کی تکفیر کی تھی حالانکہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان اور اسلام کے خادم تھے اور "المہند" ایسی کتابوں کی بڑھ چڑھ کر اشاعت کرتے ہیں ان حالات میں حسام الحرمین کے شائع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی تاکہ اختلاف کا صحیح پس منظر سامنے آ جائے اور کسی کے لیے مغالطہ آمیزی کی گنجائش نہ رہے، مکتبۂ نبویہ نے اپنی روایات کے مطابق حسام الحرمین کو شائع کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ
۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء

محمد عبدالحکیم شرف قادری
لاہور

دوستی کے چکر میں احمد رضا خان بریلوی کافر ہوا

اور مولوی حسین احمد عمر کے آخری حصے میں حج کرنے گئے تو پانی کے جہاز میں تقریر کی اور معتقدین کو ہدایت کی کہ پہلے مدینہ منورہ جائیں روضۂ رسول پر حاضری دیں اپنے گناہوں کی معافی چاہیں حضور اکرم ﷺ کی شفاعت طلب کریں یہ آیت کریمہ تلاوت کی ولوانهم اذظلموا الآیہ۔

ان حضرات عالیہ کے دل صاف تھے، کسی کی دشمنی کی وجہ سے اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے بلکہ محض اللہ کے لیے۔ مولوی اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان کی گستاخانہ عبارت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے جب اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی علی کو دکھائی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے تو اس میں کفر نظر نہیں آتا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا۔ اعلیٰ حضرت خاموش ہو گئے اور دوستی و محبت کو برقرار رکھا۔ اس وقعہ سے ان حضرات کی شخصیت کا پتا چلتا ہے۔ قطعاً بدگمان نہ ہوئے حالانکہ گستاخانہ عبارت میں کھلی گستاخی ہے۔ وہ علماء اہل سنت کی قدر کرتے تھے اور حتی الوسع بدگمانیوں سے دور رہتے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام کی دلی آرزو یہ تھی کہ ہر شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ وہ توبہ کے امکان کو مسترد نہیں فرماتے تھے اس لیے اُن گستاخان رسول کے لیے جن کی توبہ یا عدم توبہ کا یقینی علم نہ ہو سکوت کو بہتر خیال فرماتے تھے لیکن ان کی تکفیر کو منع نہیں فرماتے تھے اور ان گستاخانہ عبارات کا جو دل سے قائل ہوتا اس کو کافر قرار دیتے۔ (فتاویٰ مظہری، کراچی)

احمدرضا فرنگی محلی سے 8 سال تک دوستی برقرار رکھی
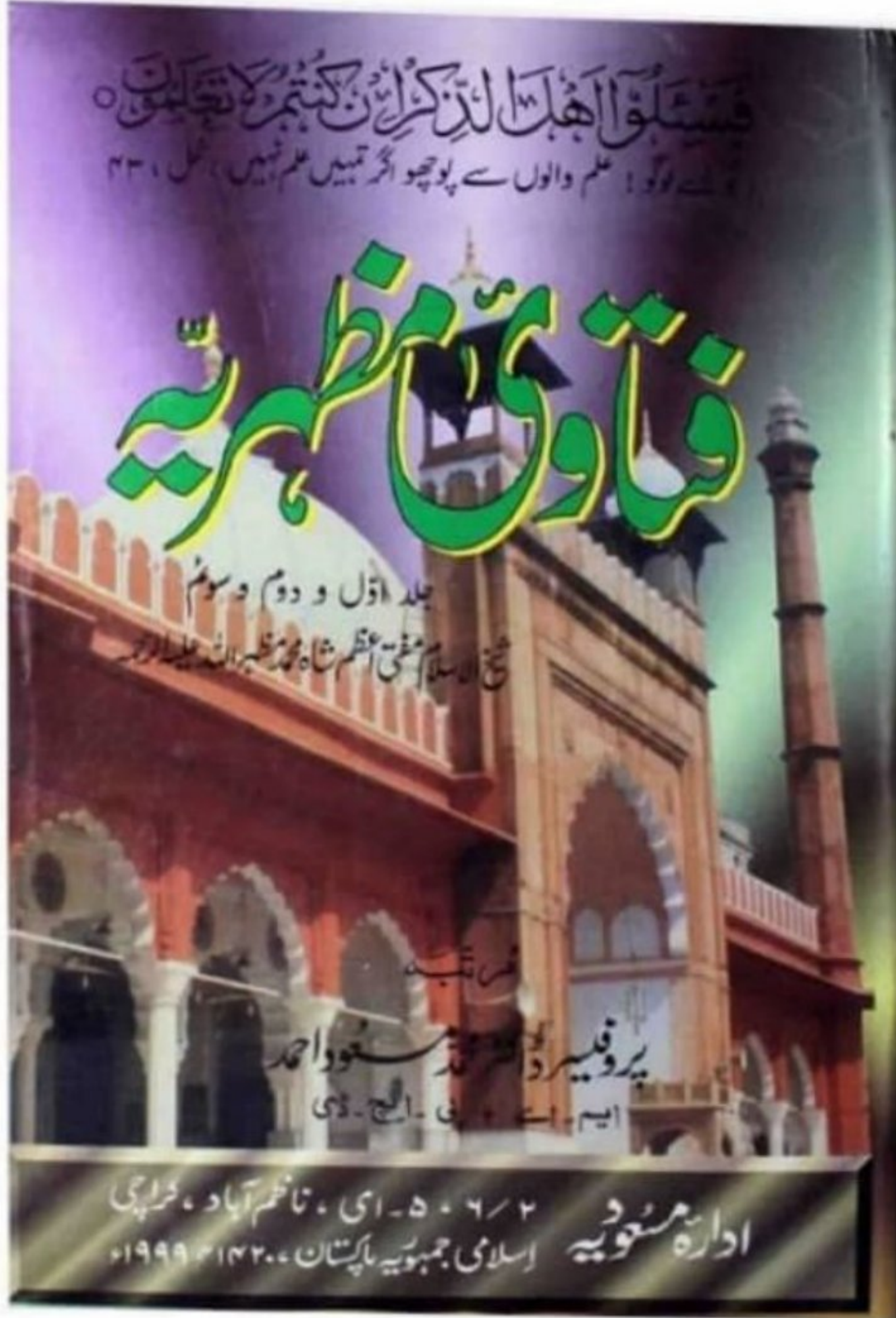
ان علمائے اہل سنت نے بھی تکفیر کے باب میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے جن کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ تکفیر میں تعجیل کرتے تھے، مثلاً مولانا احمد رضا خان بریلوی جنھوں نے مولوی اسماعیل دھلوی کے بارے میں (گستاخیوں کے انبار کے باوجود) شک کا فائدہ دیتے ہوئے سکوت کا حکم دیا ہے ۹ جبکہ دوسرے علماء ان کی تکفیر کر چکے تھے ۱۰ اور مولانا عبد الباری فرنگی محلی کو باوجود اس کے انھوں نے ایک دیوبندی عالم کی (تعلقات کی رعایت کرتے ہوئے) تکفیر سے انکار کیا تو آپ نے ان کی تکفیر نہیں فرمائی بلکہ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۰ء تک تعلقات قائم رکھے ۱۱ تا آنکہ انھوں نے رعایت کا اعتراف نہیں کر لیا۔ جب کہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نے محتاط الفاظ میں رعایت کرنے والے عالم کی تکفیر فرمائی ہے ۱۲، بہر حال عرض یہ کرنا ہے کہ جب کسی گستاخ رسول کے بارے میں شک و تردد ہوا تو اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا گیا...... علمائے اہل سنت نے ہمیشہ تکفیر میں احتیاط کی ہے، اگر ایک نے تکفیر کی ہے اور دوسرے کو توبہ کا علم ہوا یا شک گزرا تو اس نے سکوت اختیار کیا اور سکوت کا حکم دیا۔

چوں کہ مسئلہ تکفیر نہایت ہی حساس مسئلہ ہے اس لیے مناسب خیال کیا کہ فتاوٰی مظہریہ جلد دوم و سوم میں جو ایسے فتوے ہیں جن میں کمال احتیاط برتی گئی ہے ان کی وضاحت کے لیے مندرجہ بالا معروضات و حقائق پیش کر دیے جائیں تاکہ یہ فتوے ان حقائق کی روشنی میں مطالعہ کیے جائیں۔

☆

فتاوٰی مظہریہ جلد اول و دوم ۱۹۵۶ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیان دستیاب ہونے والے فتووں پر مشتمل ہیں۔ یہ جلدیں مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ، کراچی نے ایک جلد میں شائع کر دی تھیں۔ جلد اول و دوم کی اشاعت کے بعد تلاش جستجو کا سلسلہ جاری رہا اور ۱۹۹۶ء تک مزید فتوے مل گئے جو جلد دوم کے ساتھ ہی جلد سوم میں شامل کر دیے گئے ہیں...... ان فتووں کی تبییض کا کام برادرم محمد عبد الستار طاہر (لاہور) نے انجام دیا۔ تصحیح، تخریج کا کام ڈاکٹر ابو الخیر محمد زبیر (پرنسپل رکن الاسلام جامعہ مجددیہ، حیدر آباد، سندھ) نے نہایت محنت سے مکمل کیا اور عزیزم مولوی فائز محمود سلمہ نے کمپوزنگ کے کٹھن مرحلے کو طے کیا فجزاہم اللہ احسن الجزاء اور طباعت وغیرہ کے اخراجات کی ذمہ داری حاجی محمد الیاس نے قبول فرما کر ادارہ مسعودیہ، کراچی کی طرف سے شائع کرایا جس کے وہ جنرل سکریٹری ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ تمام محسنین، مخلصین و محبین کو اس دینی اور علمی خدمت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور دونوں جہاں میں سرفراز فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین علیہ وعلی آلہ وازواجہ واصحابہ وسلم اجمعین۔

محمد مسعود احمد عفی عنہ
۲/۷-اے-سی
پی ای سی ایچ سوسائٹی
کراچی (اسلامی جمہوریہ پاکستان)

۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ
۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء
یوم جمعۃ المبارک

"مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہو گیا، مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں۔ اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح، مدرسۂ کفر و زندقہ ہے اور اس کے تمام متعلقین کافر و زندیق ہیں۔ یہاں تک کہ جو علماء اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں"۔ ص ۴۷۵

اور اسی کے مطابق ندوہ لکھنؤ بھی تھانوی کے فتویٰ کی رُو سے مدرسہ کفر و زندقہ ہے اور دار المصنفین بھی تھانوی کے فتویٰ کی رو سے دار الملحدین ہے۔ پھر اسی قاعدے سے سر سید اور سر سید کے جملہ نورتن کافر ہیں اور ملحد، اس کی تمام تحریکات تھانوی کے نزدیک کفر و زندقہ کی تحریکیں ہیں۔ تو جب آپ کے اکابر خود ان سبھوں کو کافر مرتد مانتے ہیں ان کے مدرسوں، ان کے اداروں کو کفر و زندقہ کے مدرسے و ادارے مانتے ہیں، حتیٰ کہ جو ہم نے نہیں کہا وہ آپ کے مرشد نے کہا کہ جو علماء اس مدرسے کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں تو آپ کو شرم نہ آئی کہ ہمیں اس پر الزام دیتے ہیں۔ جب اہل سنت سے آپ لوگوں کی عداوت کا یہی حال ہے تو وہ دن دور نہیں جب رفاض، قادیانیوں، بلکہ مشرکین کی تکفیر پر بھی ہماری پگڑی اچھالنے کی مقدس خدمت انجام دیں گے۔

بعض علماء کی تکفیر کا بہتان

۴ـــــ مولانا عبد الباری فرنگی محلی کو بھی آپ نے اپنی فہرست میں داخل کر لیا حالانکہ ان کی تکفیر کا کوئی فتویٰ کبھی کسی سنی عالم نے نہیں دیا ہے۔ میری سمجھ کام نہیں کرتی کہ ہم آپ کی اس چابکدستی کو کون سا نام دوں۔

۵ـــــ جماعتوں کی فہرست جو آپ نے دی ہے ان کے تمام شرکاء کو کبھی کسی نے کافر نہیں کہا اور نہ ان کی شرکت کو مطلقاً کفر کہا گیا ہے۔

البتہ جس جماعت کے افراد نے کفر کیا ان پر کفر کا فتویٰ ضرور دیا گیا

شریف الحق امجدی معتبر

حضرت مولانا شریف الحق امجدی مدظلہ

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ کے ہم وطن ہیں، مبارک پور میں حضرت شیخ المحدث مولانا شاہ سردار احمد قدس سرہ اور حضرت شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی مدظلہ العالی اور دیگر علماء سے علوم کا تکملہ کیا، برسہا برس گیا، صوبہ بہار کے مدرسہ میں درس دیا، دہلی کے مدرسہ شمس العلوم میں صدر مدرس رہے، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا مدظلہ العالی کے زیر نگرانی رضوی دارالافتاء بریلی میں سیکڑوں فتاویٰ لکھے باذوق طلبہ کو درس بھی دیا، چند دنوں کے لئے حضرت مفتی اعظم کی اجازت سے تبنی بازار ضلع پورنیہ کے مدرسہ خانقاہ مصطفائیہ میں صدر مدرس ہو کر تشریف لے گئے، مشہور شاعر جناب بیکل بلرام پوری کی دعوت پر ان کے قائم کردہ مدرسہ انوار القرآن کی مسند صدارت المدرسین کو زینت و شرف بخشا، مدرس ہونے کے ساتھ عمدہ خطیب و مصنف بھی ہیں، تقریر موثر، مدلل ہوتی ہے، ترویج مذہب اہل سنت کا خصوصی خیال فرماتے ہیں، تصنیف کا ایک خاص رنگ ہے مسلم لیگ و کانگریس کے کشمکش کے زمانہ میں "سیل رواں" نام کی کتاب لکھی اور مسٹر جناح وغیرہ پر تنقید کی، دوسری کتاب سیرۃ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں "اشرف السیر" ہے، صرف مقدمۃ الکتاب ہی اب تک چھپ سکا ہے، مقدمہ بتاتا ہے کہ کتاب وسعت معلومات، تحقیق و تنقید کے اعلیٰ علمی معیار کی حامل ہے، خدا کرے جلد چھپ جائے، خلافت معاویہ و یزید پر آپ کی مدلل تنقید ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کے خصوصی نمبر میں چھپ کر مقبول ہو چکی ہے، بیعت حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ قدس سرہ سے ہیں، خدا آپ کی عمر دراز فرمائے اور آپ کے برکات سے مسلمانوں کو فیض یاب کرے، آمین۔ ماہ ربیع الآخر ۱۳۴۰ھ آپ کا سال ولادت ہے۔

حضرت مولانا مفتی صدر الدین آزردہ قدس سرہ

محمد صدر الدین نام نامی، شیخ لطف اللہ کشمیری کے فرزند، ۱۲۰۳ھ میں دہلی میں ولادت ہوئی حضرت شاہ عبد العزیز محدث، شاہ عبد القادر قدس سرہما سے علوم دینیہ، فقہ، حدیث، تفسیر و کلام کی تحصیل کی، مولانا فضل امام "امام معقولات" سے علوم عقلیہ پڑھا، اپنے زمانے ہی سرکار انگریزی کی

معلوم ہو رہا ہے کہ آپ یزید بے دید کو رحمتِ خداوندی کا مستحق نہیں سمجھتے نیز خاموشی ویسے بھی نیم رضا ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ آپ یزید کے لیئے رحمت خداوندی کا استحقاق نہ مان کر رحمت کے مقابلہ میں علیہ مایستحق کہہ کر اس کے لیئے خاموش زبان سے مستحق لعنت ہونے کا اقرار کر رہے ہیں۔ اور شارح بخاری علامہ عینی نے یہ طریقہ بھی حدیث بخاری سے لیا ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور ام المومنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہم سے تین طریقوں سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا سلم علیکم الیھود فقولوا وعلیکم (بخاری شریف ص ۹۲۵) یعنی جب یہودی تمہیں سلام کہیں تو صرف اتنا ہی کہا کرو "وعلیکم" یعنی یہودیوں کو یہ تو کہا نہیں جا سکتا کہ تم پر سلامتی ہو یعنی یوں کہہ لیا کرو "تم پر وہ ہو جس کے تم مستحق ہو" یعنی لعنت و عذاب کے۔ تقریباً وہی الفاظ علامہ عینی نے اور انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ یزید کا نام لیا تو فرما دیا "علیہ ما یستحق" اس پر وہ ہو جس کا وہ مستحق ہے (یعنی ....) اس کے مقابلہ میں مومنوں کے لیے علیہ الرحمۃ کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ فرق صاف ظاہر ہے۔ یاد رکھیں۔

شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

وعند احمد والنسائی من روایۃ سماك عن ابی ظالم عن ابی هریرۃ رضی الله عنه ان فسادامتی علی یدی غلمة سفهاء من قریش ویزیادۃ سفهاء تقع المطابقة بین الحدیث والترجمة وعند ابن ابی شیبه من وجه آخر عن ابی هریرۃ رفعه اعوذ بالله من امارۃ الصبیان قال فان اطعتموهم هلکتم ای فی دینکم وان عصیتموهم اهلکوکم ای فی دنیاکم باذهاق

حضرت تھانوی کی توبہ

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

شخصیت وافکار

شیخ الاسلام محدث گھوٹوی رح

یعنی

حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد محدث گھوٹوی رحمتہ اللہ علیہ
بانی شیخ الجامعہ (وائس چانسلر)
جامعہ عباسیہ بہاول پور

تالیف:

الشیخ پوتا، پروفیسر حافظ غلام نصیر الدین چشتی مہری

ناشر:

حضرت الشیخ الجامع اکیڈمی، ۲۳۵ ۔ جناح سٹریٹ
پیر خورشید کالونی، ملتان

البتہ اتحاد بین المسلمین آپ کو بہت عزیز تھا، آپ کوشش کرتے کہ مختلف مسالک کے درمیان جو خلیج حائل ہے اسے اختلاف تک ہی محدود رکھتے ہوئے مخالفت، عناد اور نفرت تک نہ پہونچنے دیا جائے۔ حضرت محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق اور مباحثہ کو جائز مانتے تھے مگر اسلام کی حجامت بنانے اور دین میں کاٹ چھانٹ کرنے کو الحاد قرار دیتے تھے کیونکہ آپ شریعت سے سرمو انحراف برداشت نہ کرتے تھے۔

برصغیر کے تعلیمی اداروں کو بریلوی، دیوبندی امتیاز کے بغیر چندہ دینا آپ کا معمول تھا، حضرت شیخ الحدیث علامہ چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسودات میں تحریر فرماتے ہیں: ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے جاری شدہ ایک نوٹس نمبری ۱۱۳۳ مورخہ ۲۶ اگست ۱۹۳۹ء دستیاب ہوا ہے، جسمیں لکھا ہے "مبلغ پانچ روپے بابت چندہ اگست ۱۹۳۹ء ہنوز مرحمت نہیں ہوا، براہ کرم جلد عنایت فرما کر شکر گذار کیجئے، از طرف سید عبدالعلی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ ندوہ سے بہتر طور پر دین اور علم سے لگاؤ رکھنے والے سنی ادارے، آپ کے مالی تعاون سے خوب فیضیاب ہوتے رہے۔ (ندوۃ العلماء کی شروعات تو مسلکِ اعتدال سے ہوئیں مگر بعد میں جانبداری کی طرف چل نکلا)

"مولانا تھانوی صاحب کا رجوع اور توبہ"

مولانا عبداللہ صاحب پرنسپل مدرسہ فاضل احمد پور شرقیہ نے مولانا مولوی محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت الشیخ المکرم والاستاذ المعظم علامہ گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ، سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے قائل تھے، اس موضوع پر آپ کا رسالہ معائنہ بلاشیب (درمسئلہ علم غیب) موجود ہے جو آپ نے گھوٹہ میں اپنے استاد مولانا مولوی محمد جمال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں تالیف فرمایا تھا، مگر جناب مولانا اشرف علی تھانوی صاحب علم غیب کے قائل نہ تھے، ان کا رسالہ بھی موجود ہے۔

ایک دن حضرت گھوٹوی نور اللہ مرقدہٗ جامعہ کی لائبریری میں تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا کہ مولانا تھانوی صاحب کے انکارِ علم غیب کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فوراً شیخ ﷾ مولانا صاحبزادہ حافظ محمد امین صاحب چیلاوانی، جو لائبریری کے انچارج بھی تھے، ان کو فرمایا کہ گوجرانوالہ سے شائع ہونے والے ہفت روزہ

"العدل" کی فلاں تواریخ کی فائل لے آؤ، جب وہ لے آئے تو آپ نے مولانا تھانوی صاحب کا ایک مضمون ہمیں دکھایا جس میں انہوں نے اپنی عبارت سے رجوع اور توبہ کا اقرار کیا تھا۔

اے کاش! یہ عبارت اور اسی طرح کی دیگر عبارات ان لوگوں کی کتابوں سے بھی حذف کر دی جاتیں، تاکہ اعتراض رفع ہو جاتا۔

گھوٹوی معتبر
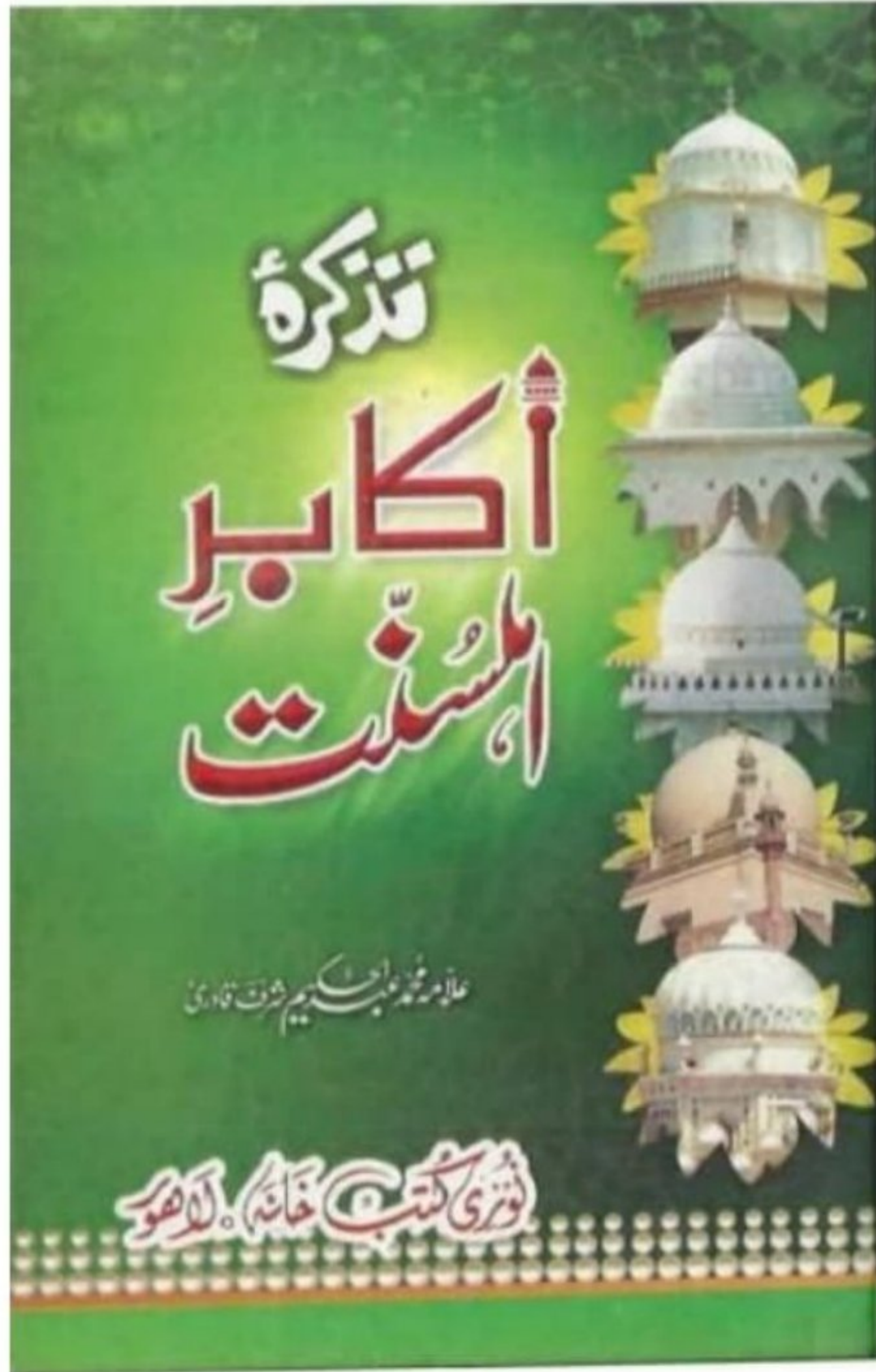
شیخ الجامعہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی قدس سرہ العزیز

علامۂ زماں، فاضل اجل مولانا غلام محمد گھوٹوی قدس سرہ العزیز موضع گمرالی (گجرات) میں جمادی الاولیٰ، جنوری ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے۔ فارسی اور صرف و نحو کی کتابیں چکوڑی (گجرات) میں مولانا محمد چراغ سے پڑھیں، پھر قصبہ گھوٹہ ضلع ملتان میں سیبویہ زمانہ مولانا حافظ محمد جمال رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر قطبی اور میبذی تک کتابیں پڑھیں بعد ازاں مولانا علامہ سید غلام حسین رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں موضع ٹکیری (مظفر گڑھ) حاضر ہوئے اور اکتسابِ علوم کیا، پھر بمقام چکی (مضافات کیمبل پور) مولانا علامہ محمد زمان رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچے، انہیں آپ کی ظاہری حالت بکھرے ہوئے بال اور پرانے کپڑے دیکھ کر گمان ہوا کہ یہ پڑھنے والا طالب علم نہیں ہے اس لئے انہوں نے داخلے کی اجازت نہ دی، مولانا خاموشی سے بیٹھ گئے۔ اتفاقاً صدرا (شرح ہدایۃ الحکمۃ) کا ایک مشکل ترین مقام زیرِ درس تھا، مولانا محمد زمان نے اس مقام کی تقریر کی اور طلبہ کو تقریر دہرانے کے لئے کہا لیکن کوئی بھی اسے دہرا نہ سکا۔ علامہ گھوٹوی نے اجازت طلب کی اور پوری تفصیل سے اس مقام کو بیان کر دیا، اب جو مولانا محمد زمان کو ان کی قابلیت کا پتہ چلا تو نہ صرف داخلے کی اجازت دی بلکہ انہیں قربِ خاص سے نوازا۔

وہاں کچھ عرصہ استفادہ کرنے کے بعد جامعہ نعمانیہ لاہور چلے آئے اور مولانا علامہ غلام احمد حافظ آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں زانوئے تلمذ تہ کیا، پھر علامہ زمن مولانا احمد حسن کانپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر فنونِ عالیہ کا درس لیا، ڈیڑھ سال بعد جب ان کا وصال ہو گیا تو آپ مدرسہ عالیہ رامپور میں مولانا فضل حق رامپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس میں شریک ہوئے اور کسبِ فیض کیا، طب اور صحاح کا درس حضرت مولانا وزیر حسن رامپوری سے لیا، سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شیخ الاسلام مرشد المسلمین حضرت

حسام الحرمین

مع

تمہید ایمان

احمد رضا قادری

مکتبہ فیضان مدینہ

حسام میں شرف قادری کی تقریظ

نزاع کے خاتمے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المعتمد المستند کا وہ حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۵ جلیل القدر علماء نے زبردست تقریظیں لکھیں اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ افراد مذکورہ بلاشک و شبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو حمایتِ دین کے سلسلے میں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا، علمائے حرمین کریمین کے یہ فتوے "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کو ۱۳۲۴ھ کے نام سے شائع کر دیئے گئے۔

بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ "المہند المفند" ترتیب دیا جس میں کمال چابکدستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے ہیں، حالانکہ باعثِ نزاع عبارات متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں، صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ نے "التحقیقات لدفع التلبیسات" لکھ کر اس تلبیس کاری کی دھجیاں اڑا دیں۔

حسام الحرمین کا اثر زائل کرنے کے لیے علمائے دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتوے علمائے حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کیے گئے ہیں کیونکہ اصل عبارات اردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے علماء میں سے کوئی بھی حسام الحرمین کا مؤید نہیں ہے، اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لیے شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے متحدہ پاک و ہند کے اڑھائی سو سے زیادہ نامور علماء کی حسام الحرمین کی تصدیقات "الصوارم الہندیہ" کے نام سے شائع کر دیں۔

دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اب بھی عام طور پر عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بلاوجہ اکابر دیوبند کی تکفیر کی تھی حالانکہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان اور اسلام کے خادم تھے اور "المہند" ایسی کتابوں کی بڑھ چڑھ کر اشاعت کرتے ہیں ان حالات میں حسام الحرمین کے شائع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی تاکہ اختلاف کا صحیح پس منظر سامنے آ جائے اور کسی کے لیے مغالطہ آمیزی کی گنجائش نہ رہے، مکتبۂ نبویہ نے اپنی روایات کے مطابق حسام الحرمین کو شائع کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ
۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری
لاہور

میں تو یہ مذکور نہیں ہے، کیونکہ نفی کے مدعی کو علم محیط درکار ہے، اور واقعات نادرہ میں اثبات واقعہ کا قول نفی پر مقدم ہوتا ہے، ممکن ہے کہ مذکورہ علما تک یہ قول نہ پہنچا ہو۔ یہاں یہ احتمال بھی ہے کہ توبہ کا قول تو ان تک بھی پہنچا ہو مگر شرعی فقہی پیمانے پر پورا نہ اُترنے کی وجہ سے انہوں نے اس قول کو تسلیم نہ کیا ہو، اور توبہ کا شبہ صرف احتیاط کی ترغیب دیتا ہے اور امام احمد رضا کسی کو احتیاط پر مجبور نہیں کر سکتے۔

نمبر4۔ اسمٰعیل دہلوی کے کفر کو یزید کے کفر سے تشبیہ دینا غلط ہے کیونکہ یزید کے ساتھ مناظرے نہیں ہوئے۔

جواباً عرض ہے کہ تشبیہ کا **من کل الوجوہ** ہونا لازمی نہیں، جس طرح یزید کو بعض مسلمان، بعض کافر کہتے ہیں، بعض توقف کرتے ہیں، یہی حال اسمٰعیل دہلوی کا ہے، من بعض الوجوہ تشبیہ یہاں ثابت ہے، اس سے انکار کرنا تاریخ سے آنکھیں چرانا ہے۔

نمبر5۔ لزوم والتزامِ کفر اور اسمٰعیل دہلوی کے سوال پر اہلِ سنت کا مناظر نہایت بے چارگی اور بے بسی محسوس کرتا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ اہلِ سنت کا مناظر یہاں قطعاً بے چارگی اور بے بسی محسوس نہیں کرتا، وہ تو اس سوال کا منتظر بیٹھا ہوتا ہے۔ جونہی سوال آتا ہے وہ پوری وضاحت کے ساتھ معترض کا منہ بند کر دیتا ہے۔ راقم نے مناظرہ بریلی، مناظرہ اودری، مناظرہ جھنگ اور مناظرہ بنگال وغیرہ کی روئیداد پڑھی ہیں، کئی مناظروں کی کیسٹس بھی سنی ہیں، ہمیں تو اس مسئلے میں دیوبندی مناظر ہر جگہ دبکا ہوا نظر آیا ہے۔ ان بے چاروں کو تو اس مسئلے میں بات بھی کرنی نہیں آتی، اور انہیں لزوم والتزامِ کفر کا فرق بھی معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ مناظرۂ جھنگ میں دیوبندی مناظر حق نواز جھنگوی نے مولانا محمد اشرف سیالوی سے پوچھا تھا کہ "باقی رہی ایک بات یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے لزوم والتزام کی وجہ سے کافر نہیں کہا، آپ بتائیں کہ لزوم کے لفظ کون سے ہوتے ہیں اور التزام کے کون سے ہوتے ہیں؟"

(مناظرہ جھنگ، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال، ص107)

جو بے چارے اتنا بھی نہیں جانتے کہ لزوم والتزام میں لفظ ایک ہی ہوتے ہیں یا لفظوں میں فرق ہوتا ہے، اُن مناظرین کا میدانِ مناظرہ میں ہونے والا حشر کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیوبندی مناظرین اپنے اکابر کی گستاخانہ عبارات پر مناظرہ سے ہر جگہ کنی کتراتے ہیں، یقین نہ آئے تو چیلنج دے کر دیکھ لیجیے۔

نمبر6۔ مفتی خلیل خاں بجنوری (دیوبندی) نے اپنی کتاب "انکشافِ حق" میں لزوم والتزام اور احتمال کے انہی لفظوں سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے دیگر اکابرِ دیوبند کی کفریہ عبارات کی بنا پر انہیں کافر کہنے سے احتیاط اور کفِ لسان کا قول کیا ہے۔

اہلِ حق کا بین الاقوامی ترجمان

ماہنامہ **مسلک** بین الاقوامی

آن لائن شمارہ:5

محرم الحرام ۱۴۴۱ھ / ستمبر ۲۰۱۹ء

مدیر اعلیٰ

محمد زبیر قادری

(موبائل: 98679 34085)

zubair006@gmail.com

ناشر

سُنّی پبلی کیشنز

2818/6، گلی گڑھیا، کوچہ چیلان، دریا گنج، دہلی۔2

Mob. 09867934085 / 9310381216

قائل نے اگر کُفر مُراد لیا ہو تو کفر ہے اور
قائل نے اگر کُفر مُراد نا لیا ہو تو اُسکی تکفیر
نہیں ہوگی بلکہ وہ مسلمان ہیں
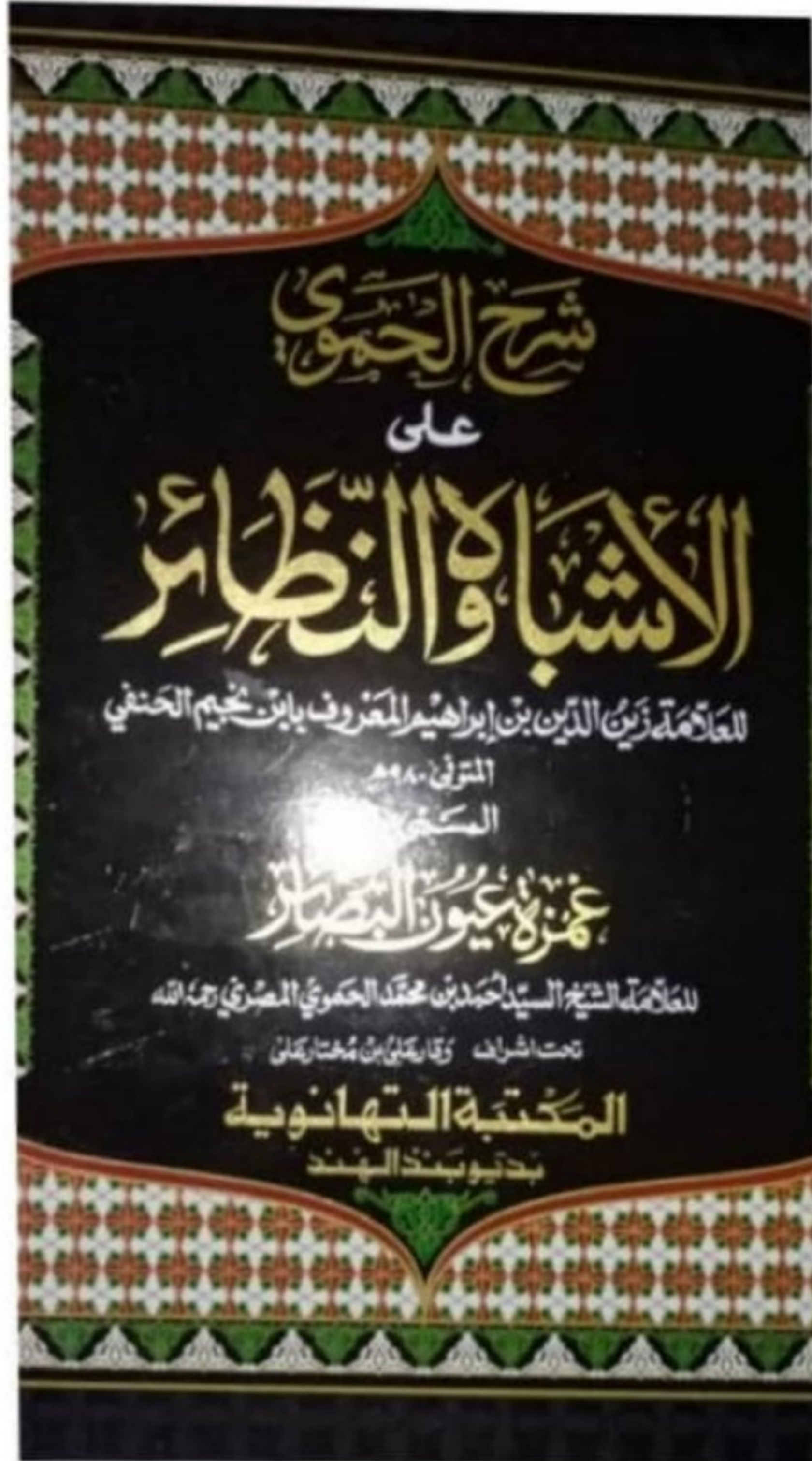
قال للمجوسى: يا أستاذى [1] تبجيلا كفر، كذا فى صلاة "الظهيرية"، وفى "الصغرى": الكفر شىء عظيم [2]، فلا أجعل المؤمن كافراً متى وجدت رواية أنه لا يكفر [3].

أهل بلدك، فقد ارتدوا بأسرهم، فذكر شيخ الإسلام أن إجابة دعوة أهل الذمة مطلقة فى الشريعة، ومجازات المحسن بإحسانه من باب الكرم، والمروءة، وحلق الرأس ليس من شعار أهل الضلال، و الحكم بردة الإسلام بهذا القدر غير ممكن، كذا فى "الفتاوى الظهيرية" من النوع السادس من كتاب السير.

(١) قوله: "ولو قال للمجوسى: يا أستاذى إلخ" أقول: ليس المجوسى قيداً، بل كذلك لو قال للذمى، ولفظ الأستاذ فارسية وهى بالذال المعجمة على مقتضى قواعد لغة الفرس.

(٢) قوله: "الكفر شىء عظيم إلخ" قال فى "العمادية" بعد كلام: ثم اعلم أنه إذا كان فى المسألة وجوه توجب التكفير، ووجه لا يوجب فعلى المفتى أن يميل إلى الوجه الذى يمنعه تحسيناً للظن بالمسلم، ثم إن كانت نية القائل ذلك، فهو مسلم وإن كانت نيته الوجه الذى يوجب الكفر لا ينفعه حمل المفتى كلامه على الوجه الذى لا يوجب الكفر، ويؤمر بالتوبة والرجوع، وبتجديد النكاح بعد الإسلام، ثم إن أتى بكلمة الشهادة على وجه العادة لم ينفعه ما لم يرجع عما قاله؛ لأنه بالإتيان بكلمة الشهادة على وجه العادة لا يرتفع الكفر، انتهى، وهو المختار، كما فى "الفتاوى الظهيرية".

(٣) قوله: "متى وجدت رواية أنه لا يكفر" يعنى ولو كانت تلك الرواية ضعيفة، كما فى شرح المصنف على الكنز، أقول: ولو كانت تلك الرواية لغير أهل مذهبنا، ويدل على ذلك اشتراط كون ما يوجب الكفر مجمعاً عليه، وفى شرحه أيضاً من باب البغاة يقع فى كلام أهل المذهب تكفير كثير، لكن ليس من كلام الفقهاء الذين هم المجتهدون، بل غيرهم.

ولا عبرة بغير الفقهاء نقله عن ابن الهمام، وفيه من باب المرتدّين بعد كلام ساقه، ثم قال: والذى تحرر أنه لا يفتى بتكفير مسلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن، أو كان فى كفره اختلاف، ولو رواية ضعيفة، فعلى هذا فأكثر ألفاظ التكفير المذكورة فى كتب الفتاوى لا يفتى بها، قال المحقّق ابن الهمام: وقد ألزمت نفسى أن لا أفتى بشىء منها.

وذكر المصنف فى شرحه أيضاً فى هذا الباب قبيل هذا ما لفظه: وفى "الفتح" ومن هزل بلفظ كفر ارتدّ لكونه استخفافاً، فهو ككفر العناد، والألفاظ التى يكفر بها تعرف فى كتب الفتاوى، انتهى.

فهذا وما قبله صريح فى أن ألفاظ التكفير المعروفة فى الفتاوى موجبة للردة حقيقة، وفى "البزازية": ويحكى عن بعض من لا سلف له أنه كان يقول ما ذكر فى الفتاوى: إنه يكفر بكذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
هذا کتابنا ینطق علیکم بالحق
مقیاس الخلافۃ
مجدد زمان پیر طریقت مناظر اعظم
ابو عبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ
المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

جلال کو دیکھ کر سوائے میری محبت کے اور کچھ نہیں سمجھ سکتیں اس لئے جیسے میں کہتا ہوں
کہ ابوبکر کو امامت اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے مقرر کردو اپنے اجتہاد سے
اس کو امامت سے نہ روکو میں نے ابوبکر کو ہی امامت کی سجادگی پر مقرر کرنا ہے اس لئے
وہی جماعت کرائیں گے حضرت عمر یا عثمان یا علی رضی اللہ تعالے علیہم اجمعین میری
موجودگی میں امامت کے مصلے پر کھڑے نہیں ہو سکتے امامت پر وہی کھڑا ہو گا سب
سے پہلے جس نے میرا کلمہ پڑھا کفار مکہ کی منبری چھوڑی میری غلامی اختیار کی ماریں
کھائیں لیکن ایمان کو نہیں چھوڑا سب سے پہلے میری معیت میں ہجرت کی میری خاطر
سب سے پہلے ابوبکر کا مال خرچ ہوا کنواری لڑکی ابوبکر نے میری ذات کے لئے قربان
کی غار ثور میں تین دن میرے بدن کے ساتھ ننگا بدن لگا کر لیٹا رہا میں نے سفر کیا تو
اس نے سفر کیا میں نے آرام کیا تو اس نے میرا پہرہ دیا میں نے کھایا تو اس نے کھایا
ورنہ بھوکا رہا میں نے پیا تو اس نے پیا ورنہ پیاسا رہا لہذا اب میرے مصلے پر میری
موجودگی میں وہی کھڑا ہو گا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا بہتیرا عرض کرتی
رہیں کہ حضور میرا باپ آپ کا بڑا مشتاق ہے وہ یہ حوصلہ نہیں کرے گا لیکن اپنے انتیس
صواجبات یوسف فرما کر خاموش کرا دیا کہ تم صرف محبت تک محدود ہو میں اس امر
کو اچھی طرح جانتا ہوں آپ کا خیال تھا کہ اگر آج میں نے کسی اور کو اگر اپنی موجودگی میں
اپنے مصلے پر کھڑا کر دیا تو خلافت اس کی بن جائے گی اس لئے آج میرے مصلے پر وہی
کھڑا ہو سکتا ہے جو میرے بعد امامت و خلافت کی سجادگی کرے گا۔ اس لئے مصطفےٰ
صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے کو محبت سے خاموش کرایا اور
اپنی محبت سے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو اپنی امامت کے مصلے پر کھڑا

حضور جلوہ افروز ہوتے، اُسی طرف سجدہ کیا جاتا، اور زعم بکر میں خدا
سجدۂ عبادت کا وہ امتیاز مقرر کر چکا تھا کہ یہ پابندی سمت ہو، تو اس
وقت [illegible] کسی طرح سجدۂ عبادت [illegible] تھا، لیکن بکر کا
[illegible] تصور کیا، اس
وقت آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا۔

اب دو حال سے خالی نہیں یا تو بکر کے نزدیک خدا نے ایسا بیہودہ
اور بے معنے امتیاز مقرر کیا، جس سے رسول تک کو تمیز نہ ہوئی، تو امتیاز
کیا خاک ہوا، یا زعم بکر میں معاذ اللہ رسول کی عقل ایسی ہوئی، بکر
کی مت سے بھی گئی گذری، کہ خدا کے واضح امتیاز کے بعد بھی تمیز نہ
ہوئی، اور **دونوں کفر صریح** ہیں، ہم نہ کہتے تھے کہ جاہل کو مصنف
ہی بننا سخت آفت کا سامنا ہے، نہ کہ محقق نہ کہ مجتہد نہ کہ شارع
کہ تصنیف تو تباہ ہو جاتی ہے، اور ایمان رخصت، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔

(۱۷۲) جب یہ ٹھہری ہے کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت کا سجدہ
ہے، جو غیر خدا کو جائز نہیں، اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں۔"
تو بلا شبہ مندروں میں جو سجدے کئے جاتے ہیں غیر مقرر سمت
کے ہیں، تو بکر نے دوبارہ بتوں لنگ جلہری کو سجدے جائز کر دیئے
کیونکہ یہ کرشن مت ہے۔

(۱۷۳) جبکہ مقرر سمت سے سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت میں امتیاز
ہوا، نزول فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تک امتیاز نہ تھا، تو قطعاً اس وقت
سجدۂ تحیت حرام تھا، کہ غیر خدا کے لئے وہ فعل جسے عبادت سے
کچھ فرق نہ ہو، حلال نہیں ہو سکتا، اور جب سجدۂ تحیت اس وقت"
حرام تھا، تو شریعت آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ و السلام میں اگر
اس کی حلت بھی تھی تو یقیناً منسوخ ہو گئی، اور اب ناسخ کا ناسخ
کوئی ہے نہیں، تو یقیناً سجدۂ تحیت حرام ہے، اور تا قیامت حرام
رہیگا، ایسی تقریر سُنائی، کہ اپنی ساری چُنائی آپ ہی ڈھائی۔

حرمتِ سجدۂ تعظیم

مصنفہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

نوری بک ڈپو، لاہور

رہا یہ کہ جس جگہ عمل نقل کیا جاوے وہاں ہی انکار ہو یہ کوئی ضروری نہیں خود قرآن مجید میں بہت جگہ کفار کے اقوال وعقائد نقل کیے ہیں، اور دوسری آیات میں انکار فرما دیا گیا ہے رہا سجدہ اور بوسہ اول تو اس عبارت میں اس کا پتہ نہیں سجدہ کے معنی ہیں پیشانی نہادن بر زمین اور بوسہ کے معنی ہیں لب نہادن بر چیزے اور رخسارہ نہادن کسی کے بھی معنی نہیں قطع نظر اس سے تقریر مذکور میں اسکا بھی جواب ہو گیا کہ بیان خاصیت دلیل جواز نہیں فافہم ولا تزل واللہ اعلم۔ فقط

جواب سوال سوم :- مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لیے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔ اور لو کنت اعلم الغیب۔ وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کیوجہ سے ممنوع و ناجائز ہو گا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی و امتی و ربی کہنے۔ سے نہیں۔ اسی وجہ سے وارد ہے، اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر علم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما

maulana ke nazdeek ilm e gaib zati hota hai

iss ibarat se maloom hua maulana itlaq per behas kar rahe hai na ke ilm e gaib ke sabit hone ya na hone me behas hai

پولیس والوں سے کہہ دیا کہ اہل دیوبند فساد کرانے آئے ہیں اس وجہ سے پولیس نے یہ مناظرہ حکما روک دیا جب مولانا نے خانصاحب کی یہ کیفیت دیکھی تو یقین ہوگیا کہ وہ ہرگز مناظرہ نہ کریں گے اور محض اتمام حجت کے لیے یہ رسالہ بسط البنان تحریر فرمایا:

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلیا ومسلما

بخدمت اقدس حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب مدت فیوضکم العالیہ۔

بعدہ سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خانصاحب (بریلوی) یہ بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپ کی نسبت لکھتے ہیں کہ آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے اس لئے امور ذیل دریافت طلب ہیں:

۱-آیا آپ نے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے۔۲-اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے۔۳-آیا ایسا مضمون آپ کی مراد ہے۔۴-اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃ المفاد عبادت ہے نہ آپ کا مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحۃً یا اشارۃً کہے

عالم الغیب کی بات ہے

کرسکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمامتر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی، تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا جب چاہا بنالیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی وعقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیت: ”وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ“ اور نفی کرنا آپ سے علم تعیین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور ہے احادیث میں ہزاروں واقعات آپ کے کتب

علمائے حرمین محترمین کا مبارک فتویٰ
حسام الحرمین
علیٰ منحر الکفر والمین
شیخ الاسلام والمسلمین فنا فی الرسول امام اہلسنت مجدد دین وملت
مؤلف: مفتی الشاہ مولانا احمد رضا خاں محقق ومحدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اردو ترجمہ: مبین احکام وتصدیقات اعلام
مترجم: شہزادہ برادر اعلیٰحضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
تابش شمشیر حرمین
مؤلف
حضرت علامہ اسرار احمد صاحب مدظلہ العالی
مع
اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت
غیر مقلدین کے قلم سے
مؤلف
میثم عباس قادری رضوی
النوریۃ الرضویہ پبلشنگ کمپنی

ما اقترف من تکذیب اللہ سبحٰنہٗ وتنقیص
علم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی
بعض تلامذتہ ومریدیہ فعارضنی وقال
ماکان شیخنا لیتفوّہ بامثال ھذا الکفر
فارَیتہ الکتاب ، وکشفت عن کفرہ الحجاب ،
فَاَجاءہ الاضطراب ، الٰی ان قال لیس
ھذا الکتاب لشیخی انما ھو لتلمیذہ
خلیل احمد الانبھتی فقلت ھو قد قرظ
علیہ وسماہ کتابا مستطابا وتالیفا نفیسا
ودعا اللہ تعالٰی ان یتقبلہ وقال ھذا الکتاب
دلیل واضح علی سعۃ نور علم مؤلفہ وفسحۃ
ذکائہ وفہمہ وحسن تقریرہ وبھاء تحریرہ
اھ فقال لعلہ لم ینظر فیہ مستوعبا انما نظر
بعض مواضع متفرقۃ واعتمد علی علم تلمیذہ
قلت کلا بل قد صرح فی ھذا التقریظ انہ راٰہ
من اولہ الٰی اٰخرہ قال لعلہ لم ینظر فیہ نظر
تدبر قلت کلا بل قد صرح فیہ انہ راٰہ بنظر
غائر وھذا لفظہ فی التقریظ انّ احقر الناس
رشید احمد الکنکوھی طالع ھذا الکتاب
المستطاب البراھین القاطعۃ من
اولہ الٰی اٰخرہ بامعان النظر اھ

اور تنقیص علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وبال
اپنے سر لیا اُس کے بعض شاگردوں اور مریدوں کے
سامنے پیش کیے تو اُس نے میرا خلاف کیا اور بولا
بھلا ہمارے پیر کہیں ایسے کفر بک سکتے ہیں ۔ تو میں نے
اُسے کتاب دکھائی اور اُس کے کفر کا پردہ کھولا ۔ تو
مجبور ہو کر اُسے یہ کہنا پڑا کہ یہ کتاب میرے پیر کی نہیں
یہ تو اُن کے شاگرد خلیل احمد انبھٹی کی ہے ۔ میں نے
کہا اُس نے اِس پر تقریظ لکھی ۔ اور اِسے کتاب مستطاب
تالیف نفیس کہا ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اسے
قبول کرے اور کہا یہ براہین قاطعہ اپنے مصنّف کی
وسعت نور علم اور فسحت ذکاء و فہم و حسن تقریر و بہائے
تحریر پر دلیل واضح ہے ۔ تو اُس کا مرید بولا کہ شاید
اُنھوں نے یہ کتاب ساری نہ دیکھی ۔ کہیں کہیں متفرق
جگہ سے کچھ دیکھی اور اپنے شاگرد کے علم پر بھروسا کیا ۔
میں نے کہا یوں نہیں بلکہ اُس نے اسی تقریظ میں تصریح
کی ہے کہ اُس نے یہ کتاب اوّل سے آخر تک دیکھی ۔ بولا
شاید اُنھوں نے غور سے نہ دیکھی ہوگی ۔ میں نے کہا
ہشت ۔ بلکہ اُس نے تصریح کی ہے کہ میں نے اسے
بغور دیکھا اور تقریظ میں اُس کی عبارت یہ ہے ۔ اس
احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب مستطاب
براہین قاطعہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا ۔ انتہے ۔

وقت الذی کابر واللہ لایھدی کید المکابرین

ومن کبراء ھٰؤلاء الوھابیۃ الشیطانیۃ

رجل اٰخر من اذناب الکنکوھی یقال لہ اشرفعلی
التانوی صنف رسیلۃ لاتبلغ اربعۃ اوراق
وصرح فیھا بان العلم الذی لرسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم بالمغیبات فان مثلہ حاصل
لکل صبی وکل مجنون بل لکل حیوان وکل بھیمۃ
وھذا لفظہ الملعون ان صح الحکم علٰی ذات
النبی المقدسۃ بعلم المغیبات کما یقول بہ
زید فالمسئول عنہ انہ ماذا اراد بھذا
ابعض الغیوب ام کلھا فان اراد البعض فای
خصوصیۃ فیہ لحضرۃ الرسالۃ فان مثل ھذا
العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو بل لکل صبی
ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبھائم وان اراد
الکل بحیث لایشذ منہ فرد فبطلانہ ثابت نقلا
وعقلا اھ **اقول** فانظر الٰی اٰثار ختم اللہ تعالٰی
کیف یسوّی بین رسول اللہ صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم وبین کذا وکذا وکیف
ضل عنہ انّ علم زید وعمرو
وعلم عظماء ھذا المتشیخ الذین
سماھم بالغیوب لایکون ان کان الا

تو دنگ ہو کر رہ گیا ناحق جھگڑنے والا ۔ اور اللہ تعالیٰ
ہٹ دھرموں کا مکر نہیں چلنے دیتا ۔ اور اس فرقہ وہابیہ
شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں
میں ہے جسے **اشرفعلی تھانوی** کہتے ہیں اُس نے ایک
چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور
اُس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ
صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ
ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے ۔ اور اُس کی ملعون
عبارت یہ ہے آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا
اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے
مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد
ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو
زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے
بھی حاصل ہے الی قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں
اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا
بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے ۔ **میں کہتا ہوں**
اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے
رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور چنین و چناں میں اور
کیونکر اتنی سی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئی کہ زید اور عمرو
اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا اس نے
نام لیا انہیں غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض

ما اقترف من تكذيب الله سبحٰنهٗ وتنقيص علم رسول الله صلّى الله تعالى عليه وسلم على بعض تلامذته ومريديه فعارضني وقال ما كان شيخنا ليتفوّه بامثال هذا الكفر فاريته الكتاب ، وكشفت عن كفره الحجاب ، فأجاءه الاضطراب ، الى ان قال ليس هذا الكتاب لشيخي انما هو لتلميذه خليل احمد الانبهتي فقلت هو قد قرظ عليه وسماه كتابا مستطابا وتاليفا نفيسا ودعا الله تعالى ان يتقبله وقال هذا الكتاب دليل واضح على سعة نور علم مؤلفه وفسحة ذكائه وفهمه وحسن تقريره وبهاء تحريره ، ه فقال لعله لم ينظر فيه مستوعبا انما نظر بعض مواضع متفرقة واعتمد على علم تلميذه قلت كلا بل قد صرح في هذا التقريظ انه رأه من اوله الى أخره قال لعله لم ينظر فيه نظر تدبر قلت كلا بل قد صرح فيه انه رأه بنظر غائر وهذا لفظه في التقريظ ان احقر الناس رشيد احمد الكنكوهي طالع هذا الكتاب المستطاب البراهين القاطعة من اوله الى أخره بامعان النظر ١ه

اور تنقیص علم رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وبال اپنے سر لیا اُس کے بعض شاگردوں اور مریدوں کے سامنے پیش کیے تو اُس نے میرا خلاف کیا اور بولا بھلا ہمارے پیر کہیں ایسے کفر بک سکتے ہیں ۔ تو میں نے اُسے کتاب دکھائی اور اُس کے کفر کا پردہ کھولا ۔ تو مجبور ہوکر اُسے یہ کہنا پڑا کہ یہ کتاب میرے پیر کی نہیں یہ تو اُن کے شاگرد خلیل احمد انبہٹی کی ہے ۔ میں نے کہا اُس نے اِس پر تقریظ لکھی ۔ اور اسے کتاب مستطاب تالیف نفیس کہا ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اسے قبول کرے اور کہا یہ براہین قاطعہ اپنے مصنّف کی وسعتِ نورِ علم اور فسحت ذکاء و فہم و حسن تقریر و بہائے تحریر پر دلیلِ واضح ہے ۔ تو اُس کا مرید بولا کہ شاید اُنھوں نے یہ کتاب ساری نہ دیکھی ۔ کہیں کہیں متفرق جگہ سے کچھ دیکھی اور اپنے شاگرد کے علم پر بھروسا کیا ۔ میں نے کہا یوں نہیں بلکہ اُس نے اسی تقریظ میں تصریح کی ہے کہ اُس نے یہ کتاب اوّل سے آخر تک دیکھی ۔ بولا شاید اُنھوں نے غور سے نہ دیکھی ہوگی ۔ میں نے کہا ہشت ۔ بلکہ اُس نے تصریح کی ہے کہ میں نے اسے بغور دیکھا اور تقریظ میں اُس کی عبارت یہ ہے ۔ اس احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب مستطاب براہین قاطعہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا ۔ انتہے ۔

البهت الذي كابر والله لا يهدى كيد المكابرين

ومن كبراء هؤلاء الوهابية الشيطانية

رجل أخر من اذناب الكنكوهي يقال له اشرفعلي التانوي صنف رسيلة لا تبلغ اربعة اوراق وصرح فيها بان العلم الذي لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بالمغيبات فان مثله حاصل لكل صبي وكل مجنون بل لكل حيوان وكل بهيمة وهذا لفظه الملعون ان صح الحكم على ذات النبي المقدسة بعلم المغيبات كما يقول به زيد فالمسئول عنه انه ماذا اراد بهذا البعض الغيوب ام كلها فان اراد البعض فاي خصوصية فيه لحضرة الرسالة فان مثل هذا العلم بالغيب حاصل لزيد وعمرو بل لكل صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات والبهائم وان اراد الكل بحيث لا يشذ منه فرد فبطلانه ثابت نقلا وعقلا اه **اقول** فانظر الى أثار ختم الله تعالى كيف يسوى بين رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وبين كذا وكذا وكيف ضل عنه أن علم زيد وعمرو وعلم عظماء هذا المتشيخ الذين سماهم بالغيوب لا يكون ان كان الا

تو دنگ ہوکر رہ گیا ناحق جھگڑنے والا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہٹ دھرموں کا مکر نہیں چلنے دیتا ۔ اور اس فرقۂ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دُم چھلوں میں ہے جسے **اشرفعلی تھانوی** کہتے ہیں اُس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اُس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچّے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے اور اُس کی ملعون عبارت یہ ہے آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے الیٰ قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ ہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے ۔ **میں کہتا ہوں** اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اور چنین و چناں میں اور کیونکر اتنی سی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئی کہ زید اور عمرو اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا اس نے نام لیا انہیں غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض
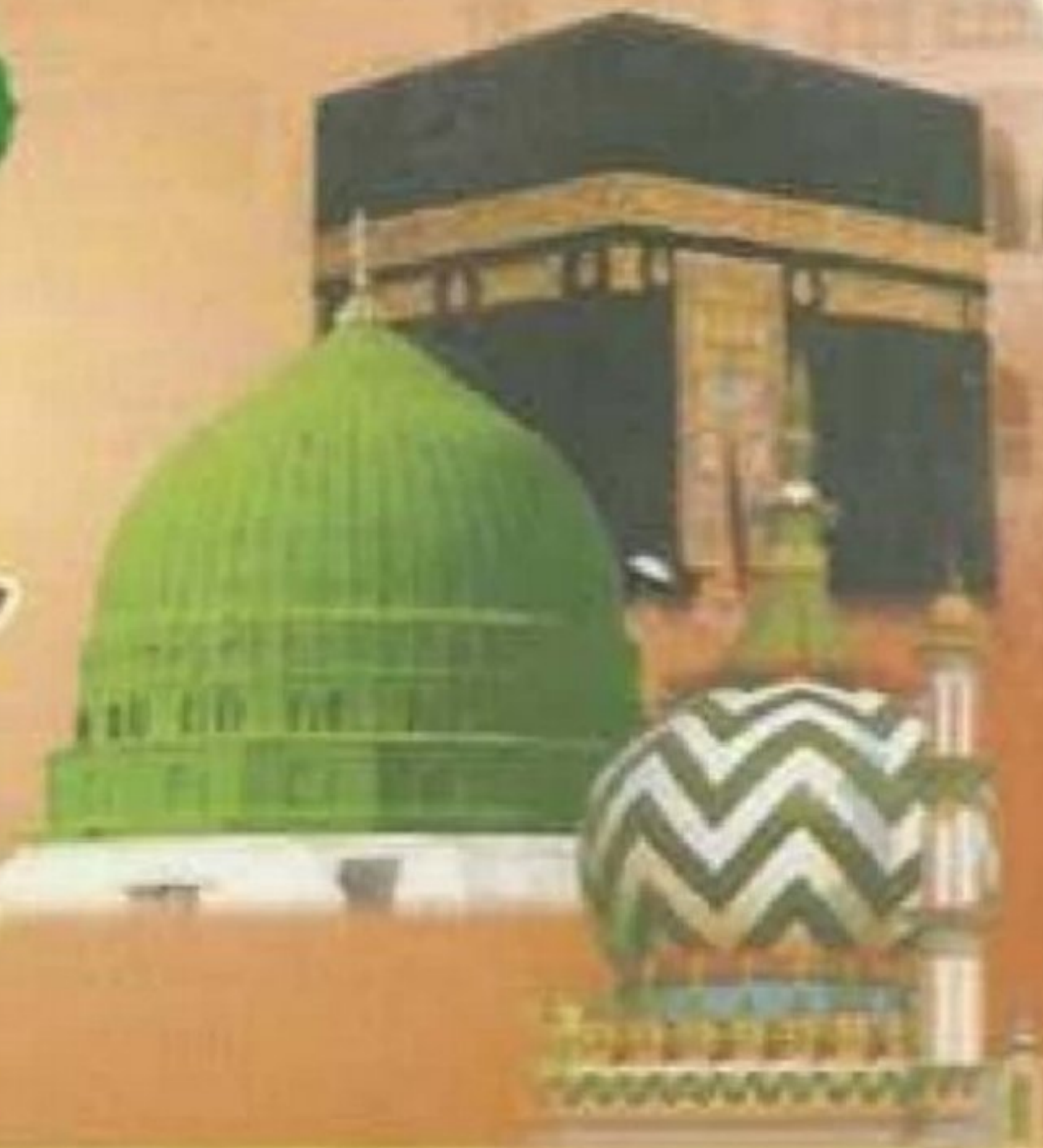
حفظ الایمان
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
دارالکتاب دیوبند

کرسکتا ہے اس بنا پر تو بانوافقیروں کی تمامتر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی، تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا جب چاہا بنالیا جب چاہا مٹادیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ پھر اگر زید اس کا التزام کرلے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضروری ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیت: ”وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ“ اور نفی کرنا آپ سے علم تعیین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف صاف مذکور ہے احادیث میں ہزاروں واقعات آپ کے کتب

علمائے حرمین محترمین کا مبارک فتویٰ
حسام الحرمین
علی منحر الکفر و المین
شیخ الاسلام والمسلمین فنا فی الرسول امام اہلسنت مجدد دین وملت
مؤلف: مفتی الشاہ مولانا احمد رضا خاں محقق و محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اردو ترجمہ: مبین احکام و تصدیقات اعلام
مترجم: شہزادہ برادر اعلیٰحضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
تابش شمشیر حرمین
مؤلف
حضرت علامہ اسرار احمد
مع
اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت
غیر مقلدین کے قلم سے
مؤلف
میثم عباس قادری رضوی
النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی

ما اقترف من تکذیب اللّٰه سبحٰنہ وتنقیص علم رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیہ وسلم علی بعض تلامذتہ ومریدیہ فعارضنی وقال ماکان شیخنا لیتفوّہ بامثال ھٰذا الکفر فاریتہ الکتاب، وکشفت عن کفرہ الحجاب، فالجاءہ الاضطراب، الی ان قال لیس ھٰذا الکتاب لشیخی انما ھو لتلمیذہ خلیل احمد الانبھتی فقلت ھو قد قرظ علیہ وسماہ کتابا مستطابا وتالیفا نفیسا ودعا اللّٰه تعالیٰ ان یتقبلہ وقال ھٰذا الکتاب دلیل واضح علی سعۃ نور علم مؤلفہ وفسحۃ ذکائہ وفہمہ وحسن تقریرہ وبھاء تحریرہ اھ فقال لعلہ لم ینظر فیہ مستوعبا انما نظر بعض مواضع متفرقۃ واعتمد علی علم تلمیذہ قلت کلا بل قد صرح فی ھٰذا التقریظ انہ رأہ من اولہ الی اٰخرہ قال لعلہ لم ینظر فیہ نظر تدبر قلت کلا بل قد صرح فیہ انہ رأہ بنظر غائر وھٰذا لفظہ فی التقریظ ان احقر الناس رشید احمد الگنگوھی طالع ھٰذا الکتاب المستطاب البراھین القاطعۃ من اولہ الی اٰخرہ بامعان النظر اھ

اور تنقیص علم رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیہ وسلم کا دبال اپنے سر لیا اُس کے بعض شاگردوں اور مریدوں کے سامنے پیش کیے تو اُس نے میرا خلاف کیا اور بولا بھلا ہمارے پیر کہیں ایسے کفر بک سکتے ہیں۔ تو میں نے اُسے کتاب دکھائی اور اُس کے کفر کا پردہ کھولا۔ تو مجبور ہوکر اُسے یہ کہنا پڑا کہ یہ کتاب میرے پیر کی نہیں یہ تو اُن کے شاگرد خلیل احمد انبھٹی کی ہے۔ میں نے کہا اُس نے اِس پر تقریظ لکھی۔ اور اِسے کتاب مستطاب تالیف نفیس کہا۔ اور اللّٰه تعالیٰ سے دُعا کی کہ اسے قبول کرے اور کہا یہ براہین قاطعہ اپنے مصنّف کی وسعت نورِ علم اور فسحت ذکا و فہم و حسن تقریر و بہائے تحریر پر دلیل واضح ہے۔ تو اُس کا مرید بولا کہ شاید اُنھوں نے یہ کتاب ساری نہ دیکھی۔ کہیں کہیں متفرق جگہ سے کچھ دیکھی اور اپنے شاگرد کے علم پر بھروسا کیا۔ میں نے کہا یوں نہیں بلکہ اُس نے اسی تقریظ میں تصریح کی ہے کہ اُس نے یہ کتاب اوّل سے آخر تک دیکھی۔ بولا شاید اُنھوں نے غور سے نہ دیکھی ہوگی۔ میں نے کہا ہشت۔ بلکہ اُس نے تصریح کی ہے کہ میں نے لمبے بغور دیکھا اور تقریظ میں اُس کی عبارت یہ ہے۔ اس احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب مستطاب براہین قاطعہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا۔ انتہے۔

بہت الذی کابر واللّٰه لایھدی کید المکابرین

ومن کبراء ھٰؤلاء الوھابیۃ الشیطانیۃ

رجل اٰخر من اذناب الگنگوھی یقال لہ اشرفعلی التھانوی صنف رسیلۃ لاتبلغ اربعۃ اوراق وصرح فیھا بان العلم الذی لرسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیہ وسلم بالمغیبات فان مثلہ حاصل لکل صبی وکل مجنون بل لکل حیوان وکل بھیمۃ وھٰذا لفظہ الملعون ان صح الحکم علی ذات النبی المقدسۃ بعلم المغیبات کما یقول بہ زید فالمسئول عنہ انہ ماذا اراد بھٰذا ابعض الغیوب ام کلھا فان اراد البعض فای خصوصیۃ فیہ لحضرۃ الرسالۃ فان مثل ھٰذا العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو بل لکل صبی ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبھائم وان اراد الکل بحیث لایشذ منہ فرد فبطلانہ ثابت نقلا وعقلا اھ **اقول** فانظر الی اٰثار ختم اللّٰه تعالیٰ کیف یسوی بین رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیہ وسلم وبین کذا وکذا وکیف ضل عنہ أنّ علم زید وعمرو وعلم عظماء ھٰذا المتشیخ الذین سماھم بالغیوب لایکون ان کان الا

تو دنگ ہوکر رہ گیا ناحق جھگڑنے والا۔ اور اللّٰه تعالیٰ ہٹ دھرموں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ اور اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے جسے **اشرفعلی تھانوی** کہتے ہیں اُس نے ایک چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور اُس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے اور اُس کی ملعون عبارت یہ ہے آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے الیٰ قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ **میں کہتا ہوں** اللّٰه تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیہ وسلم اور چنین و چناں میں اور کیونکر اتنی سی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئی کہ زید اور عمرو اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا اس نے نام لیا انہیں غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو خض

ما اقترف من تكذيب الله سبحٰنهٗ وتنقيص
علم رسول الله صلّى الله تعالىٰ عليه وسلم على
بعض تلامذته ومريديه فعارضني وقال
ماكان شيخنا ليتفوّه بامثال هٰذا الكفر
فاريته الكتاب ، وكشفت عن كفره الحجاب ،
فاجاءه الاضطراب ، الى ان قال ليس
هٰذا الكتاب لشيخي انما هو لتلميذه
خليل احمد الانبهتي فقلت هو قد قرظ
عليه وسماه كتابا مستطابا وتاليفا نفيسا
ودعا الله تعالىٰ ان يتقبله وقال هٰذا الكتاب
دليل واضح على سعة نور علم مؤلفه وفسحة
ذكائه وفهمه وحسن تقريره وبهاء تحريره
اه فقال لعله لم ينظر فيه مستوعبا انما نظر
بعض مواضع متفرقة واعتمد على علم تلميذه
قلت كلا بل قد صرح في هٰذا التقريظ انه رأه
من اوله الى اٰخره قال لعله لم ينظر فيه نظر
تدبر قلت كلا بل قد صرح فيه انه رأه بنظر
غائر وهٰذا لفظه في التقريظ ان احقر الناس
رشيد احمد الكنكوهي طالع هٰذا الكتاب
المستطاب البراهين القاطعة من
اوله الى اٰخره بامعان النظر اه

اور تنقیص علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وبال
اپنے سر لیا اُس کے بعض شاگردوں اور مریدوں کے
سامنے پیش کیے تو اُس نے میرا خلاف کیا اور بولا
بھلا ہمارے پیر کہیں ایسے کفر بک سکتے ہیں۔ تو میں نے
اُسے کتاب دکھائی اور اُس کے کفر کا پردہ کھولا۔ تو
مجبور ہو کر اُسے یہ کہنا پڑا کہ یہ کتاب میرے پیر کی نہیں
یہ تو اُن کے شاگرد خلیل احمد انبیٹھی کی ہے۔ میں نے
کہا اُس نے اِس پر تقریظ لکھی۔ اور اِسے کتاب مستطاب
تالیف نفیس کہا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اسے
قبول کرے اور کہا یہ براہین قاطعہ اپنے مصنف کی
وسعت نورِ علم اور فسحت ذکاء و فہم و حسن تقریر و بہائے
تحریر پر دلیلِ واضح ہے۔ تو اُس کا مرید بولا کہ شاید
اُنھوں نے یہ کتاب ساری نہ دیکھی۔ کہیں کہیں متفرق
جگہ سے کچھ دیکھی اور اپنے شاگرد کے علم پر بھروسا کیا۔
میں نے کہا یوں نہیں بلکہ اُس نے اسی تقریظ میں تصریح
کی ہے کہ اُس نے یہ کتاب اوّل سے آخر تک دیکھی۔ بولا
شاید اُنھوں نے غور سے نہ دیکھی ہوگی۔ میں نے کہا
ہشت۔ بلکہ اُس نے تصریح کی ہے کہ میں نے اسے
بغور دیکھا اور تقریظ میں اُس کی عبارت یہ ہے۔ اس
احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب مستطاب
براہین قاطعہ کو اوّل سے آخر تک بغور دیکھا۔ انتہے۔

وبهت الذى كابر والله لايهدى كيد المكابرين
ومن كبراء هٰؤلاء الوهابية الشيطانية
رجل اٰخر من اذناب الكنكوهي يقال له اشرفعلي
التانوى صنف رسيلة لاتبلغ اربعة اوراق
وصرح فيها بان العلم الذى لرسول الله صلى الله
تعالىٰ عليه وسلم بالمغيبات فان مثله حاصل
لكل صبي وكل مجنون بل لكل حيوان وكل بهيمة
وهٰذا لفظه الملعون ان صح الحكم على ذات
النبي المقدسة بعلم المغيبات كما يقول به
زيد فالمسئول عنه انه ماذا اراد بهٰذا
ابعض الغيوب ام كلها فان اراد البعض فاى
خصوصية فيه لحضرة الرسالة فان مثل هٰذا
العلم بالغيب حاصل لزيد وعمرو بل لكل صبي و
مجنون بل لجميع الحيوانات والبهائم وان اراد
الكل بحيث لايشذ منه فرد فبطلانه ثابت نقلا
وعقلا اه **اقول** فانظر الى اٰثار ختم الله تعالىٰ
كيف يسوى بين رسول الله صلى الله
تعالىٰ عليه وسلم وبين كذا وكذا وكيف
ضل عنه ان علم زيد وعمرو
وعلم عظماء هٰذا المتشيخ الذين
سماهم بالغيوب لايكون ان كان الا

تو دنگ ہو کر رہ گیا ناحق جھگڑنے والا۔ اور اللہ تعالیٰ
ہٹ دھرموں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔ اور اس فرقہ وہابیہ
شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں
میں ہے جسے **اشرفعلی تھانوی** کہتے ہیں اُس نے ایک
چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی کہ چار ورق کی بھی نہیں اور
اُس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ
ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے اور اُس کی ملعون
عبارت یہ ہے آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا
اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے
مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد
ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو
زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے
بھی حاصل ہے الیٰ قولہ اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں
اس طرح کہ اُس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا
بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ **میں کہتا ہوں**
اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے
رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور چنین و چناں میں اور
کیونکر اتنی سی بات اُس کی سمجھ میں نہ آئی کہ زید اور عمرو
اور اس شیخی بگھارنے والے کے یہ بڑے جن کا اس نے
نام لیا انہیں غیب کی کوئی بات معلوم ہوگی بھی تو محض